www.novelsclubb.com
اور تبدیلی گلے پڑ گئی
NC arts
از قلم ہمایوں ایوب
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

اور تبدیلی گلے پڑ گئی

از قلم

ہمایوں ایوب

www.novelsclubb.com

انتساب:

ثمرہ بخاری

نبیہ نقوی

رخ چوہدری

کے نام!

www.novelsclubb.com

جن کی چھپی ڈائجسٹ میں کہانیوں سے متاثر ہو کر

ہم نے اس کہانی کو قلم بند کرنے کی ادنٰی سی کوشش کی ہے۔

تیسری قسط:

بند دریچے کے آگے پردے گرے تھے، مگر پھر بھی سورج کی شعاؤں کو اس کمرے میں روشنی پھیلانے کا رستہ مل چکا تھا۔ کمرے میں اے سی کی خنکی محسوس ہو رہی تھی۔ ماحول ایسا تھا کہ آنکھ کھولنے کا بھی دل نہ کرے مگر جانے کیوں بجلی کو اپنی نیند کی قربانی دینی پڑی اور آنکھیں ملتے ہوئے اس نے کمرے کا جائزہ لیا تھا۔

وہ بے بی کے کمرے میں چارپائی پر سوئی تھی۔

یکدم ہی رات کے وہ الگ تماشے یاد آئے تھے۔ وہ اٹھی تو جمائی لیتے ہوئے اس کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا۔

سامنے والے بیڈ پر بیٹھی صفورا بیگم اور خالدہ بیگم بھی کچھ ایسی ہی صورتحال کا

شکار دکھائی دے رہیں تھی۔

وہ منظر ہی ایسا تھا۔

بے بی اور مینو ایک ہی چارپائی پہ بے خبر سو رہیں تھیں۔

یہ قیامت کی گھڑی نہ تھی تو اور کیا تھی...؟

یہی قیامت کی گھڑی بجلی پر بجلی بن کر گری تھی۔سب محوِ حیرت اور خوش گوار سی کیفیت میں مبتلا تھے، مگر بجلی تو صدمے میں بجھتی چلی گئی تھی۔

مینو تو اپنے کمرے میں سوئی تھی پھر وہ رات کو یہاں کب...؟اور کیوں آئی تھی...؟

آخر کیوں...؟

☆...☆...☆

ہوا یوں تھا... کہ رات کو اے سی کے بار بار ٹرپ ہونے کی وجہ سے مہمان بے آرامی کا شکار تھے۔اسی گھمبیر صورتحال میں بے بی نے ایک ترکیب لگائی اور عباد سے کہہ کر لائٹ کا مین سوئچ بند کروا دیا تھا، پھر افواہ پھیلا دی کہ لائٹ خراب

ہو گئی ہے۔سب پریشان ہو کر کمروں سے باہر نکل آئے تھے۔موقع دیکھتے ہی بے بی نے حل پیش کیا کہ ہم سب دو کمروں میں سو جائیں تو ایکسٹرا لائٹ خرچ نہیں ہو گی،ایسے اے سی بھی ٹرپ نہیں کریں گے اور ہم سب سکون سے سو پائیں گے۔

سب اس بات پر راضی ہو گئے۔ایک کمرے میں سب رشتے داروں کو ایڈ جسٹ کرنے کے بعد بے بی اپنے کمرے میں آئی اور بجلی جس نے پورا ایک کمرہ گھیرا ہوا تھا،اس کو اپنے کمرے میں ایڈ جسٹ کیا...ایک چارپائی پر مٹھی اور دری کو شفٹ کیا...ایک چارپائی بجلی کو دی...اور ایک پہ خود سو گئی۔رات کو دیر سے اسفند کی آمد ہوئی تو...اس کا اے سی چلا اور مینو کے کمرے کا اے سی بند ہو گیا۔

مینو اپنا کمرہ بند کرتے عباد کے کمرے میں گئی۔وہ موجود نہیں تھا۔...اے سی نہ ہونے کی وجہ سے وہ دانش کے کمرے میں چلا گیا تھا جبکہ وحید صاحب پہلے ہی مردوں کے گیسٹ روم میں مہمانوں کے ساتھ رہنے کا انتظام کر چکے تھے۔وہ اکیلی تھی تو بجلی کے کمرے میں آئی مگر وہ بھی غائب تھی۔پھر سجل کے کمرے میں آئی تو وہاں سجل،امل،زلو،شانزے اور فضیلہ اپنی بیٹی کے ساتھ سو رہیں تھیں۔مہمانوں

www.novelsclubb.com

کا کمرہ بھی ہاؤس فل تھا، وہ بے بی کے کمرے میں آئی تو وہاں بھی کوئی جگہ نہ ملی... وہ ناچار اسی حبس زدہ رات میں سونے کا من بناتی ابھی کمرے سے جانے لگی تھی کہ کھٹکے پر بے بی اٹھی۔

"کوئی کام تھا...؟"

اس پورے عرصے میں بے بی نے پہلی بار اسے خود مخاطب کیا تھا۔ سارا دن اس کو نظر انداز کرنے کے بعد بھی مینو کو یہ غلطی فہمی تھی کہ بے بی اسے خود مخاطب کرنے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ اب نادم ہوتے ہوئے آہستہ لہجے میں کہتی آگے بڑھی۔ "نہیں...!"

"تم بھی سونے کیلئے جگہ ڈھونڈ رہی ہو...؟" بے بی اس کے ہاتھ میں تکیہ اور چادر دیکھ کر معاملہ سمجھ چکی تھی۔

"سونے کیلئے جگہ تو بہت ہے... بس اے سی نہیں چل رہے۔" مینو سر مسلتے بولی۔

"یہاں سو جاؤ... میں کسی اور کے ساتھ ایڈجسٹ کر لوں گی۔" بے بی نے

اسے اپنی چارپائی پیش کی تھی۔

"نہیں بے بی! میں کوئی اور باہر جگہ دیکھتی ہوں۔" مینو نے تکلف سے کہا۔

"آجاؤ مینو... ویسے بھی تم جانتی ہو' تمہیں پریشان دیکھ کر میں ساری رات سو نہیں پاؤں گی۔" بے بی نے آہستہ سے کہا تو مینو اسے دیکھنے لگی۔ "آجاؤ اور بے تکلفی سے سو جاؤ... ویسے بھی یہ تمہارا گھر ہے... ہم مہمان ہیں... کل پرسوں چلے جائیں گے۔" بے بی نے ساتھ جتایا بھی کہ مینو اپنا تکلف جھٹک دے مگر مینو تو الٹا اسے شرمندگی سے دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"تم کہتی ہو تو ٹھیک ہے' سو جاتی ہوں... مگر تم بھی ادھر ہی سو جاؤ... ویسے بھی تمہیں یاد ہے ناں ہم سب دادو میں جب ساتھ رہتے تھے، تب میں تمہارے ساتھ ہی چارپائی پر سوتی تھی۔" مینو نے اداس سی مسکان چہرے پہ سجا کر کہا تھا۔

"ہاں کیسے بھول سکتی ہوں۔" بے بی نے کہا اور چارپائی کی ایک طرف ہو کر لیٹنے لگی۔

☆...☆...☆

"شیمپو ہو گا...؟ ہم نے سوچا تھا کہ یہاں ہو گا، مگر نہیں ہے۔"

اصغری صبح صبح دروازے پر کھڑی تھی۔

"دری ذرا شیمپو لانا۔" بے بی نے سستی سے پڑی دری کو حکم نامہ جاری کیا تو وہ منہ بناتی باتھ روم سے بڑی سی بوتل اٹھا کر، اصغری کے ہاتھ میں تھماتی واپس جا کر لیٹ گئی۔

"اچھا پھر نہا کر دے کر جاتی ہوں۔ ٹھیک ہے...؟"

اصغری کہہ کر چلتی بنی اور بے بی دانت پیستی اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔

☆...☆...☆

صبح کے وقت گھاس پر بکھری شبنم بے حد خوش گوار لگ رہی تھی، اسی وجہ سے صبح ہی صبح لان میں جاگنگ کرنا اسے بہت اچھا لگتا تھا۔ گلاب اور موتیے کی ادھ کھلی کلیوں کو دیکھ کر احساس ہوتا تھا جیسے وہ پوری طرح کھلنے کیلئے سورج کی کرنوں کی منتظر ہوں۔ یہ حصہ صبح کے وقت عموماً سائے میں رہتا تھا۔ آج بھی حسب عادت وہ اپنے ٹریک سوٹ میں ملبوس، ٹریک پر دوڑ رہا تھا کہ اس کی نظر گلاب کے

www.novelsclubb.com

ایک کنج کی طرف اٹھ گئی اور وہ ٹھٹک کر رکا۔ گلاب کے پھولوں کے درمیان وہ چہرہ بھی ایک پھول ہی سا لگ رہا تھا۔ اس چہرے پہ ایک عجیب سا تقدس تھا۔

”یہ کون ہو سکتی ہے...؟“ اس نے صرف سوچا تھا۔ وہ لڑکی ادھر ادھر جھانکتی، اُس گلاب کے پھول کو کیاری سے توڑنے کی کوشش کر رہی تھی، کہ اس کی نظر بھی اس کے مضبوط سراپے پر گئی تو وہ چونک کر، جلدی جلدی اس پھول کو توڑنے لگی۔ اسی اثناء میں پھول تو ٹوٹ گیا مگر ساتھ کانٹا بھی چبھا، جس سے اس خوبصورت لڑکی کے منہ سے سسکاری نکلی۔

”آؤچ!“ وہ انگلی کو منہ میں ڈالتی، گھبرا کر گھومی۔

”سنو!“ اس نے بے اختیار ہی پکارا تو وہ لڑکی مزید گھبرا کر، بنا رکے یہاں سے نو دو گیارہ ہوئی۔

”Strange!“ وہ بڑبڑایا، اور واپس اپنی جاگنگ میں مصروف ہو گیا۔

☆...☆...☆

صبح کو صفورا نہانے گئی تو پتا چلا شیمپو نہیں ہے۔ روحی کو نیند سے اٹھا کر اصغری

کے کمرے کی طرف بھیجا گیا۔اس وقت وہ اصغری کے کمرے کے دروازے پر کھڑی، دروازہ بجا رہی تھی، تب نائٹ ڈریس (ٹراؤزر شرٹ) پہنے، جمائی لیتی شانزے آتی دکھائی دی۔ہاتھ میں ٹرے تھا، شاید ناشتہ لیکر آ رہی تھی۔

روحی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون سا در آیا۔

"ارے روحی بہنا... میرا اک کام کرنا۔"اس نے منت اور رسانیت کے ملے جلے احساس سے کہا تو روحی جو پہلے ہی نیند خراب ہونے پر تپی ہوئی تھی، صاف انکار کرتے بولی۔

"میں پہلے ہی ایک کام کر رہی ہوں... شیمپو لینے آئی ہوں۔"

"اوہو... میں شیمپو لے آتی ہوں ناں... تم یہ ٹرے اس کمرے میں لے کر جاؤ... پلیز!"منت کے ساتھ کہتے ہی ٹرے اسے تھایا اور شانے سے پکڑ کر اس کا رخ بھی اس کمرے کی طرف کر دیا۔اور آگے دھکا دے کر اسے آگے بھی بڑھا دیا۔

"پر...ر..."وہ کہتی رہ گئی اور شانزے اسے دھکا دیتی آگے بڑھاتی

رہی۔"کون سے کمرے میں...؟"

"وہ جو بائیں طرف ہے۔"شانزے کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی اور دیوار سے جھانک کر دیکھنے لگی۔"بیسٹ آف لک روحی!"

وہ بڑبڑائی تب تک روحی کمرے تک پہنچ چکی تھی۔وہ کھلے دروازے میں داخل ہوئی اور کتے کے بھونکنے کے ساتھ ٹرے کے گرنے کی آواز اور روحی کی چیخوں کے ساتھ ہی شانزے گھبرا کر پیچھے کی طرف بھاگی تو پیچھے سے آتے عباد سے ٹکرائی۔

عباد جو شانزے کو مشکوک انداز میں جھانکتے دیکھ کر اس کے پاس آرہا تھا، اب کسی کی چیخ و پکار پر ہڑبڑا کر اس طرف بھاگا۔شانزے فوراً منظر سے رفو چکر ہوئی تھی۔روحی بھاگتی سیدھی عباد کے پاس آئی تھی اور اس کے بازو سے لٹک گئی تھی۔

جبکہ جرمن شیفرڈ اس کے پیچھے بھاگتا اب عباد کے پاس کھڑا دم ہلا رہا تھا۔

"بوزو!"عباد نے آواز لگائی تو وہ اس کے ارد گرد چکر لگانے لگا تھا۔

روحی،عباد کے بازو سے لٹکی پیر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"واٹ دا ہیل!"اسفند تولیہ لپیٹے دروازے پر دھاڑا تھا۔"بوزو اندر آؤ...

"اسفند نے غصے سے کہا تو بوزو دم ہلاتا کمرے کی طرف بڑھا۔

ان کی آواز پر کچھ رشتے دار اپنے کمرے سے نکل کر آ گئے تھے،اور عباد کے بازو سے لٹکی روحی کو دیکھ رہے تھے۔وہ اس کا بازو اور گریبان پکڑے ہوئے تھی۔

عباد نے سب کی نظروں سے پریشان ہو کر روحی کو خود سے دور کیا تھا اور اپنا گریبان اور آستین درست کی اور اسے گھورتا اسفند کے کمرے میں چلتا بنا۔

اپنے کمروں کے دروازوں پر کھڑے مجمع سے پریشان ہو کر روحی بھی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

اور پھر ویسا کچھ بھی نہ ہوا

جیسا اس نے سوچا اور چاہا تھا

پھر بھی اس کی معصوم سی خواہش تھی

کہ وہ اسے کم از کم اتنا ہی یاد رکھے،

جیسے کسی کتاب میں بھولا بسرا

کوئی گلاب سوکھ کر اپنی خوشبو چھوڑ جاتا ہے

پھر بھلے اس کتاب کے الفاظ دھندلا گئے ہوں

سیاہی کے رنگ اڑ اڑ گئے ہوں

لیکن وہ خوشبو تا قیامت وہی موجود رہے

(ہمایوں ایوب)

مردانے کے حصے میں وہ ایک کھڑکی پر کھڑا باہر کا موسم دیکھنے میں مگن تھا۔ کل کی طرح آج کی دوپہر بھی عجب بھید بھری تھی۔

وہ کل سے اس کمرے کے اندر قید تھا۔اس کمرے کے در و دیوار دیکھ دیکھ کر وہ صحیح معنوں میں اکتا چکا تھا۔کھلے دریچے سے جہاں تک نظر جاتی تھی، حد نگاہ تک کچھ ایسا نہ تھا جو کل بھی اس نے نہ دیکھا ہو۔نیم کے گھنے درخت دھول مٹی سے اٹے تھے۔دریا کے قریب ہونے کی وجہ سے مٹیاری کی ہوا خاصی گرد آلود تھی۔ اس کے علاوہ بھی جو گھر دکھائی دیتے تھے،وہ بھی خاصے بوسیدہ سے...اور دھول

مٹی سے لپٹے دکھائی دیتے تھے۔ کوئی ایسا منظر نہ تھا جس کیلئے نظریں باہر رکھی جائیں... مگر کمرے میں بھی کیا تھا جو یہاں نظریں ٹکائی جاتیں؟ اس لئے وہ یہیں کھڑے رہنے پر مجبور تھا۔ وہ موبائل چلانے کا عادی نہ تھا، اس لئے اس نے موبائل بھی بہت سادہ سا رکھا ہوا تھا... اسے گانے سننے کا بھی شوق نہ تھا۔ کزنز بھی سب کبھی اس حصے میں تو کبھی دوسرے میں... مطلب چہل پہل تو تھی، مگر فرجاد کیلئے سب کچھ ویران ہی تھا... کہ اس کی سسک سسک کر دم توڑتی محبت پر آج شب نزع کا وقت آنا تھا۔

وہ بے بسی کی تصویر بنا، اُس حصے سے کوسوں دور رہنے کے لاکھ جتن کر رہا تھا... جہاں وہ تھی...

وہ کہ جس نے اس کی زندگی کا مقصد بے نشان کر دیا تھا...

اور اس پر بڑا دکھ یہ تھا کہ وہ اس بات سے بھی مکمل طور پر بے خبر تھی۔

☆...☆...☆

”آپ بوزو کو گھر کے اندر کیسے لا سکتے ہیں؟“ عباد نے پوچھا تھا۔

"وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔" بنے میاں ٹوٹے ہوئے برتن اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔

"اس انجان مہمان کو میرے کمرے میں آنے کی ضرورت کیا تھی؟" اسفند شرٹ پہنتے غرایا تھا۔

"ماما بالکل ٹھیک کہتی ہیں... غصہ تو آپ کی ناک پر دھرا رہتا ہے۔" عباد کے بعد بنے میاں ہاں میں ہاں ملاتے بولا۔

"بالکل!"

"یہ سینس ہے... کسی کے بھی کمرے میں منہ اٹھا کر چلے آتے ہیں...؟ 'میرے کمرے میں تو ویسے ہی کسی کو آنے کی اجازت نہیں ہے۔" اسفند اب شرٹ ٹھیک کرتا ڈریسنگ ٹیبل سے برش اٹھاتے بولا۔ "مہمانوں کو گھر میں ٹھہرانے کا فیصلہ ہی غلط تھا۔"

"میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔" بنے میاں نے اپنا دکھڑا رو دیا۔ "اتنے کام بڑھ گئے ہیں۔ قسم سے!" بنے میاں بڑبڑائے تھے۔

"تم نے اب تک کوئی کام کیا ہے؟"عباد نے گھورا۔بنے میاں موڈ خراب کر کے پوچا لگانے لگا جبکہ اسفند جوتے پہنے لگا۔"اب مہمان آ گئے ہیں تو آپ ہی تھوڑا خیال کر لیں بھائی۔"عباد نے سمجھایا۔

"میرا گھر... میرا بوزو...ان مہمانوں سے کہو اپنی حد میں رہیں۔"وہ بوزو کو اشارہ کرتا کمرے سے باہر نکلا تو بوزو بھی دم ہلاتا کمرے سے باہر نکلنے لگا۔

"بھائی سب کو سلام تو کر دیتے۔"عباد بے بس بنا اس کے پیچھے لپکا تھا۔

"مائی فٹ!"اسفند بڑبڑاتا آگے بڑھا۔

دروازے پر کھڑی اصغری فوراً کمرے میں غائب ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

کہتے ہیں شادی کے انتظام دیکھنا بھی ایک جنگ جیسا ہوتا ہے... جس میں ایک چیز کی کمی بھی جنگ کا پورا پلڑا اپلٹ سکتا ہے۔اس لئے بڑی سمجھ داری اور ذمہ داری کے ساتھ شادیاں کی جاتی ہیں... انتظامات دیکھے جاتے ہیں مگر یہاں تو مسئلے تھے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ابھی ایک ہی دن مشکل سے گزرا

تھا کہ ناشتہ کم پڑ گیا۔ مطلب چائے کیلئے دودھ ختم...انڈے ختم...دو تین بار باہر کے دکان سے سامان لایا گیا مگر پتا نہیں کیوں سب ختم ہو جاتا۔اصغری نے تو علی الاعلان کہہ دیا تھا کہ وحید صاحب کے پیسوں میں برکت ہی نہیں ورنہ میں نے جتنی شادیاں دیکھی، کبھی ایسے مسئلے مسائل نہیں دیکھے۔

پھر کچھ لوگ کہتے کہ حق حلال کے پیسے نہیں ہیں... تبھی تو پورے نہیں پڑا ہے۔

مطلب جتنے منہ...اتنی باتیں...

"کبڑا خان ہم بھی بیٹھے ہیں کب سے..." دانی نے لاؤنج میں بیٹھے، ٹیبل بجاتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا بیٹا! لاتا ہوں۔" کبڑا خان کہتا باہر جانے لگا۔

"کبڑا خان! میرے لئے بھی Boiled Egg, Toast اور Fresh Juice لے آنا۔" تیار شیار بجلی بھی چلی آئی تھی، اور ایک خالی کرسی کی طرف بڑھی تو شانزے جھٹ کرسی گھسیٹ کر اس کرسی پر بیٹھ گئی، جس پر بجلی

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس کو گھورتی دوسری کرسی کی طرف بڑھی تو دانی کے اشارے پر یاسر اس کرسی پر بیٹھ گیا اور لگا گانے... ٹیبل بجا کر...

"بھوک لگی...!"

"ہائے لگی...!" دانی نے سر میں گایا۔

"کیوں لگی...؟ کیسے لگی...؟" شانزے نے بھی ساتھ دیا۔

"ایسے لگی... ویسے لگی... میں نا جانو کیسے لگی۔" یاسر ہاتھ نچا کر سُر میں بولا۔

"آآآ..." سب نے ایک ساتھ کورس میں گایا تو بجلی دانت پیستی سب کو گھورتی، دور پڑی کرسی کی طرف بڑھی تھی تب شانزے نے پاس کھڑی دری کو اشارہ کیا، مطلب تھا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ پر وہ نا سمجھ کر بے وقوفوں کی طرح اسے دیکھتی رہی، اور اتنی دیر میں بجلی آ کر کرسی پر براجمان ہو گئی۔

شانزے نے غصے سے اسے گھورا تو دری منہ پھیر کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔

”کھڑی whyہو...جاؤBreakfastلیکر آؤ!“ بجلی نے پاس کھڑی دری کو ڈانٹ کر کہا تو وہ منہ پھاڑے اسے دیکھنے لگی جبکہ یاسر اس کے انداز پر ہنسنے لگا۔

”ہاں ہاں جاؤناں... ہمارے لئے بھی لیکر آؤنا breakfast...!“ شانزے نے بجلی کی نقل اتارتے ہوئے دری کو چھیڑا تو وہ پیر پٹختی چل دی۔

”اچھی مہمان نوازی ہے۔ناشتہ ہم خود بنائیں... کمرہ ہم خود صاف کریں... مہمانوں کو بھی ہم دیکھیں، تو فائدہ کیا ہمارے آنے کا...؟اس سے تو اچھا کہ دادو میں ہی کر لیتے شادی...“ دری بڑبڑاتی سیڑھیاں اترتی کچن کی طرف پلٹی جہاں عباد شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس فون پر بات کر رہا تھا۔”سب ایسے ہی rough حلیے میں پھر رہے ہیں... بس ہم دادو سے آئے لوگ تیار شیار کام کر رہے ہیں، پھر جب یہ سب لوگ تیار ہوں گے، تب تک ہم بھنگی بن چکے ہوں گے۔“ وہ تپ کر سوچ رہی تھی۔وہ تو شکر تھا کہ بے بی نے سب سنبھال لیا تھا... ورنہ آج تو ناشتہ ملنے کی

امید ہی نہ تھی۔بے بی نے آگے بڑھ کر، بنے میاں کو ڈانٹ ڈپٹ کر، ذرا جلدی جلدی ہاتھ چلوائے تب جا کر ذرا ماحول ٹھیک ہوا۔وحید صاحب پھلا ہوا منہ لے کر پھر رہے تھے کہ مینو مزے سے گھوڑے گدھے بیچ کر سوئی پڑی تھی اور وہ چاہ کر بھی کسی اور کے سامنے اس وقت غصہ نکال نہیں پا رہے تھے۔

بیٹے بھی کسی کام کے نہ تھے۔

اسفند تو گھر سے جتنا دور رہے، اتنا ہی اچھا ہے...اور عباد تو خیر سے نہ تین میں نہ تیرا میں۔اس کو تو کوئی نوکر بھی سیریس نہ لیتا تھا۔امل بھی مہمانوں کی وجہ سے توے پہ بیٹھی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ سجل کی ساری ذمہ داری اس کے اوپر تھی۔ سجل کو کمرے سے باہر آنے کی اجازت نہیں تھی۔باقی عورتوں کو بھی بہت مشکل سے سجل کی پہنچ سے دور رکھا ہوا تھا۔بس فضیلہ، بجلی اور مینو ہی کمرے میں جاتی تھیں۔ صفورا، خالدہ اور بے بی عورتوں کو سنبھالنے میں لگی ہوئی تھیں کیونکہ وہ محسوس کر سکتی تھیں کہ اتنے مہمانوں کو مینو، بجلی یا فضیلہ کتنا ہی سنبھال سکتی تھیں۔انہی چکروں میں وہ سجل سے ابھی تک ملاقات نہ کر سکیں تھیں۔تینوں

لڑکیاں صبح تیار ہو کر ناشتہ کر کے اب بے بی، خالدہ اور صفورا کے ساتھ ہی کہیں نہ کہیں لگیں ہوئی دیکھی جاسکتی تھیں۔ان کو بس پیچھے ہی لگا یا ہوا تھا...ہاں کام شام نہیں دیا تھا... جس کی تسلی تھی۔

☆...☆...☆

ناشتے کی ٹرے سجائے بے بی، مختیار بھائی کی طرف بڑھی تھی جو نہاد ھو کر تیار، کل کے مقابلے میں ذرا بہتر حالت میں دکھائی دیتا تھا۔صاف ستھرا۔

"رات کو نیند تو اچھے سے آئی ناں؟" بے بی نے پوچھا۔

"ہاں...وہ ازلی مسکراہٹ اوڑھتے ہوئے بولا۔"ہاں...بس ساری رات گھڑی کے بارے میں سوچ کر پریشان ہوتا رہا۔"

"وہ جو عباد ہانگ کانگ سے لایا تھا؟" بے بی نے یاد کرتے پوچھا۔

"ہاں وہی مگر تمہیں پتا ہے صبح کیا ہوا؟"مختیار بھائی کو یکدم جیسے کوئی بات یاد آئی تو وہ اچھلتے ہوئے بولا۔

"کیا ہوا؟"

"میں ساری رات جس گھڑی کیلئے پریشان رہا... وہ اصل میں گرتے ہوئے میرے کاندھے تک آ گئی اور صبح تک میرے کاندھے اور بغل کے بیچ اٹکی ہوئی تھی... اور مجھے پتا ہی نہ چلا تھا.. وہ تو نہانے کیلئے گیا تب مجھے پتا چلا کہ گھڑی یہاں اٹکی ہوئی ہے۔" وہ سارا قصہ بتاتے ہوئے اب پہلو میں پڑی گھڑی، بے بی کو دکھاتے بولا۔ "دیکھو یہی ہے وہ گھڑی۔" بغل میں دبی گھڑی بے بی کیسے اٹھا سکتی تھی...؟ تبھی مختیار بھائی کو کراہت محسوس کروائے بغیر، بے بی بس دور سے دیکھتے ہوئے بولی۔ "ہاں بہت اچھی ہے۔" پھر ناشتے کو رکھتے ہوئے بولی۔ "تم یہ ناشتا تو کر لو۔"

"ہاں ہاں کر لوں گا مگر ایک اور بات بھی ہے۔"

"اچھا اور بھی کچھ کھو گیا تھا؟" بے بی نے سر کھجاتے، یاد کرنے کی کوشش کی مگر مختیار بھائی نے پہلے ہی کہہ دیا۔

"وہ کل لوئی (شال) بھی کھو گئی تھی ناں۔"

"ہاں ہاں..." بے بی کو اچانک ہی یاد آیا۔ "تو کیا وہ بھی مل گئی...؟"

www.novelsclubb.com

”ہاں...!“ مختیار بھائی نے ناشتہ شروع کرتے ہوئے بتایا تو بے بی نے ایو ئیں پوچھ لیا۔

”تو یہ کہاں سے ملی... یہ تو اسی حادثے پر رہ گئی تھی ناں!“

”نہیں...“ پراٹھے کا نوالہ حلق میں لیتے ہوئے مختیار بھائی بولے۔ ”یہ تو میرے گلے میں ہی لٹکی ہوئی تھی اور مجھے رات تک نہ دکھی، وہ تو رات کو سونے لگا تو میں نے یوں ہی گل سے یہ لوئی اتاری تو پتا چلا کہ لوئی تو یہیں تھی۔“ وہ ایک اور نوالہ منہ میں ڈالتے بولا۔ ”... تبھی تو بتایا تھا کہ ساری رات گھڑی کیلئے پریشان تھا ورنہ یہ نہ کہتا کہ لوئی کیلئے بھی پریشان تھا۔“

”ہمیشہ سے ہی چریے ہو تم مختیار بھائی۔“ بے بی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھتے ہوئے اندر جانے لگی۔

وہیں مینو جب نیند سے بیدار ہوئی تو اس نے خود کو بے بی والوں کے کمرے میں پایا، مگر اس وقت اس کمرے میں کوئی اور نہ تھا۔ کمرہ صاف ستھرا معلوم ہو رہا تھا۔ اسے حیرت ہوئی کہ وہ اتنی دیر سونے کی کبھی عادی نہیں رہی۔ شاید کبھی

بچپن میں وہ واقعی اتنی دیر نیند کرنے کی عادی رہی ہو... یا شاید یہ سب اس چار پائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ وہ سالوں سے چار پائی پہ نہیں سوئی... اور پلنگ کا میٹرس اس قدر گرم ہوتا ہے کہ ایک حد تک ہی انسان اس پر سو سکتا ہے مگر چار پائی کیونکہ ریڑھ کی ہڈی پہ بہت نرم ہوتی ہے تو یقیناً اس سے ایک عجیب سا سکون اسے میسر آیا ہے جو وہ اتنی دیر تک سوتی رہی۔

اپنی جگہ سے اٹھ کر، اپنے بال سمیٹتی، پھر عجلت میں پیروں میں چپلیں پہن کر وہ کمرے سے نکل کر اب ریلنگ سے نیچے دیکھنے لگی۔ مہمان اپنی جگہ بنائے ناشتہ کر رہے تھے۔ دری ٹیبل پر ناشتہ کر رہی تھی۔ عباد، یاسر، امل، شانزے اور بجلی ٹیبل کے گرد رکھی کرسیوں پر ناشتہ کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ قریشیز ہی خاطر مدارت میں لگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

"اپنے ہی گھر میں، میں انجان بن کر رہ گئی ہوں..."

اس نے انگارے چبائے اور جلدی سے تیار ہونے کیلئے بھاگی۔

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com

"جنگ سے پہلے جس طرح فوجیوں کی ٹریننگ ہوتی ہے ناں...اسی طرح شادی سے پہلے بیویوں کی بھی ٹریننگ ہونی چاہیئے...کہ گھر کس طرح سنبھالا جاتا ہے...شوہر کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جاتا ہے، کیونکہ تمہیں تو نہ گھر سنبھالنے آیا...نہ تمہیں ساری عمر اس چیز کا اندازہ ہوا کہ تمہارے شوہر کی رضا کیا ہے۔"

وحید صاحب کی بات پہ وہ سلگ ہی تو گئی تھی۔

ٹھیک ہے کہ کہیں نہ کہیں، کچھ نہ کچھ گڑبڑ ہو رہی تھی مگر اس کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ سارا قصور بس ثمینہ بیگم کا ہی ہو۔ کہیں نہ کہیں قسمت کی بھی غلطی تھی...کہیں نہ کہیں ان کے نوکروں کی غلطی تھی۔اب صبح ناشتہ کم پڑ گیا تو کیا اس کا دوش بھی ان کو دینا چاہیئے جو اٹھی ہی ابھی تھی۔ناشتے کے دو گھنٹے کے بعد...

"بھلا مجھے دو گھڑی سکون کی نیند کیا میسر آئی...آپ کے اندر کی ساس جاگ گئی۔" وہ جل بھن کر بولی تو وحید صاحب زچ ہو کر بولے۔

"وہ تو بے بی نے بنے میاں کے سر پر کھڑے ہو کر سارا کام کروایا تو جا کر مجھے دلی تسلی ہوئی ورنہ مجھے تو شرمندگی ہو رہی تھی۔" وحید صاحب نے کہا تو مینو نے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گھور کر ان کو دیکھا۔

"سب سمجھ رہی ہوں... میری غلطیوں کی آڑ میں آپ جو بے بی کی تعریفیں کرنے کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے۔ یہ مناسب نہیں ہے وحید صاحب..."

"نہیں تو تم نے کبھی کوئی ایسا کام کیا ہے جس کی تعریف کی جائے؟" وحید صاحب دل کا چور پکڑے جانے پہ تلملاتے ہوئے بولے۔ "... ساری عمر تم نے نوکروں کی وجہ سے مجھے شرمندہ کروایا ہے... اٹھائیس سال ہو گئے پر تم نوکروں کو Trained کرنے میں ناکام رہی... اور بے بی کو دیکھو... بنے میاں کو ایک ہی دن میں کیسے سیدھا کر دیا ہے اس نے۔"

"تو کیوں رکھے ہیں ایسے ملازم جن کو کچھ نہیں آتا؟"

"اسفند کتنا کہتا ہے کہ ٹرینڈ ملازم رکھ لیتے ہیں مگر تمہیں تو وہ اپنے گاؤں کے لوگ ملازم بنا کر رکھنے ہیں، ان پہ غصہ رعب رکھنا آسان جو لگتا ہے تمہیں۔ وہ الگ قصہ ہے کہ ہاتھ میں وہ بھی نہیں تمہارے۔" وحید صاحب نے کہا تھا۔

"تو آپ چاہتے ہیں کہ یہ سب بس بیٹھ کر کھاتے رہیں..." ثمینہ نے ہاتھ ہلا

کر غصے سے کہا۔

”تو کیا ہوا...اتنا ہے میرے پاس کہ ان کو بیٹھ کر کھلا سکتا ہوں۔“ وحید صاحب بھی غصے سے بھڑکے۔

”ہاں ہاں تو میں نے کب منع کیا ہے۔ کھلاتے ہیں... کھلاتے رہیں خیر سے... ساری عمر!“ ثمینہ جل کر بولی اور کپڑے اٹھا کر واش روم کی طرف بڑھی۔ ”ہاں ہاں... میں ہی بری ہوں... میں ہی لاپرواہ ہوں... مجھے ہی کسی کو چپڑی چپڑی باتوں میں پھنسانے کے گن نہ آئے جیسے بے بی کو آتے ہیں...“ مینو کی آواز میں ناجانے کیوں شکوہ در آیا تھا۔

وحید صاحب کو ان کا شکوہ بری طرح چبھا۔ ”رہنے دو بیگم... میرا منہ نہ کھلواؤ کہ تم خود سے نظریں بھی نہ ملا سکو۔“

وہ کہتے کمرے سے باہر نکلنے لگے، اور کمرے کے باہر کھڑی بجلی کان لگا کر ساری باتیں سنتے ہوئے، وحید صاحب کو باہر آتا دیکھ ایک طرف ہو گئی۔ جبکہ مینو اپنی جگہ ساکت کھڑی ہوئی اور غصے سے ایک طرف کپڑے پھینک کر اپنا غصہ ظاہر

کرنے لگی۔ وحید صاحب کے نکلنے کے بعد بجلی، مینو کے کمرے میں آئی اور مینو کو پریشان کھڑا دیکھ کر پریشانی کی وجہ ایسے پوچھنے لگی جیسے دنیا میں بس وہی اس کی سگی بچی ہو۔

"فکر نہ کرو کچھ نہیں ہوا۔" مینو نے یہ معاملہ باہر نہ نکالا کہ وہ میاں بیوی کے بیچ کی باتوں کا یوں کسی کے سامنے تذکرہ نہ کرنے کی عادی تھی۔

"کیسے کچھ نہیں ہوا...؟ تم Worried(پریشان) دکھ رہی ہو...اور پھر یہ hand بھی Mix(مسلتے) کرتی جا رہی ہو...اور وحید بھائی بھی room سے ایسے angry(غصے) نکلے...اللہ خیر کرے..."

"بس وہ مہمانوں کے انتظام میں جو اونچ نیچ ہو رہی ہے، اسی وجہ سے پریشان ہیں۔" مینو نے بات ختم کرنے کی نیت سے کہا مگر بجلی نے تو نیا ہی کٹا کھول لیا۔

"میں blind(اندھی) تھوڑی ہوں جو یہ نہ Think کر سکوں کہ کیسے بے بی وحید صاحب کو Good بن کر دکھانے کی try(کوشش) کر رہی ہے۔"

"بجلی کی بات نے مینو کو صحیح معنوں میں کرنٹ ہی مارا تھا۔

’’ایسا کچھ نہیں ہے بجلی... تمہیں ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔‘‘ مینو نے کمزور سی آواز میں کہا۔

’’مجھے کوئی wrong family (غلط فہمی) نہیں ہوئی...‘‘ بجلی کڑکی۔ ’’یہ سب بے بی کی Doing (کرنی) ہے... وہی جان بوجھ کر ہر چیز میں hand ڈال رہی ہے تاکہ وہ تمہیں dowwny (نیچا) دکھا سکے۔ اس لئے ابھی سے warning (خبردار) کر رہی ہوں... اپنی Eyes Open رکھو اور بے بی کی چکنی چپڑی talks پر یقین نہ کرو۔‘‘ بجلی اسے وسوسوں کے طوفان میں چھوڑ کر چپ چاپ نکل گئی تھی۔

☆...☆...☆

’’... مگر ہمیں لے کر کہاں جا رہی ہو تم...؟‘‘

دری بولی تھی۔ مہمانوں کے بیچ سے امل ان تینوں کو لے کر اب اوپر کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

’’کیا تم لوگ سارا دن عورتوں میں گھسی ہوتی ہو...؟‘‘ امل نے ڈانٹا ہی تو

تھا۔

""ہم وہی آرام دہ محسوس کرتے ہیں۔" روحی نے منمنا کر کہا تھا۔

امل جس کمرے میں لیکر ان کو گھسی تھی... ادھر سجل کے علاوہ زلو، ردا، شانزے اور یاسر موجود تھے۔ ان کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ سجل کے کمرے میں آتے ہی وہ تینوں پہلے سجل سے ملیں جو اتنے دن سے کمرے میں رہنے کی وجہ سے کافی glow کر رہی تھی۔ دلہن کو مایوں سے ایک ہفتے پہلے ہی کمرے میں بند کر دیا جاتا ہے، جہاں اس کا خوب خیال رکھا جاتا ہے... اسے اچھی غذا کھلائی جاتی ہے۔ اس کی جلد پر نت نئے ٹوٹکے آزمائے جاتے ہیں تاکہ اس کے روپ میں نکھار لایا جائے اور بالوں کی دیکھ بھال بھی اسی میں شامل ہوتی ہے۔ ان تینوں کو اتنے وقت کے بعد دیکھ کر سجل نے ان کا استقبال بڑی گرم جوشی کے ساتھ کیا تھا۔

""میں کل سے تم تینوں کا انتظار کر رہی ہوں۔" سجل کے شکوے پر ان تینوں کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہیں۔ بس ایک دوسرے کو دیکھتی رہیں۔ سجل جواب کے انتظار میں کھڑی رہی مگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ سجل نے امل کی

طرف دیکھا تو امل نے منہ بگاڑا۔

"نہیں دیں گی جواب... ضرور بے بی نے کچھ اوٹ پٹاگ بولنے سے منع کیا ہو گا ان نمونیوں کو۔" امل اب ان تینوں کو بہتر سمجھ گئی تھی۔

"اچھا یہ سوال جانے دو اور بیٹھو ہمارے ساتھ..." سجل ان کو کہتی بیٹھی تو وہ تینوں وہیں بیٹھ گئیں جہاں کھڑیں تھیں۔۔۔پتا چلا دری سوٹ کیس پر... مٹھی ٹیبل پر رکھے ناشتے کے برتنوں پر...اور روحی تو سیدھی زلو کی گود میں ہی بیٹھ گئی۔

"اوہو!" زلو نے دھکا دے کر اٹھایا تو وہ آگے کہیں جا کر لگی۔

یہ کیسٹس کا پہاڑ رکھا ہوا تھا۔ انہی میں سے ایک کیسٹ امل اٹھاتے ہوئے بولی۔"یہ غموں کی داستان گانے چلانے ہیں کیا...؟" امل کے چیر پھاڑنے والے انداز پہ یاسر گڑ بڑایا۔

"نہیں نہیں... یہ تو وہ ساری کیسٹس ہیں جو میرے پاس پڑی تھیں..." ہاتھ میں پکڑی کچھ کیسٹس اس کے سامنے ہلاتے بتانے لگا۔"تمہارے کام کی یہی تین کیسٹس ہیں۔"

شادی بیاہ کے گیتوں پر مشتمل کیسٹ کو دیکھتے امل نے منہ بنایا تھا۔

”ایک بھی گانا ڈھنگ کا نہیں ہے۔وہی دی دی تیرا دیور دیوانہ... ہنہ! نانی اماں کی شادی سے سن رہے ہیں...نہ بابانہ...اب نہیں ہوگا برداشت!“امل نے کیسٹ پھینکتے اپنے کزن یاسر سے کہا تھا۔

”تو مسئلہ کیا ہے...؟تم گانے بتاؤ میں ڈاؤنلوڈ کر دیتا ہوں۔“یاسر نے کچھ زیادہ ہی عقل مندی کا مظاہرہ کیا تھا۔

”ڈی جے سسٹم لانے سے منع کر دیا ہے امی نے...تو اسی کیسٹ والے ڈیک سے کام چلانا پڑے گا۔“امل نے دانت پیستے بابائے آدم کے زمانے کے اس ڈیک کو دیکھا جس میں صرف کیسٹ کا آپشن تھا۔نہ Aux،نہ بلیو توتھ!

تو یہ کون سا بڑا مسئلہ ہے...ڈی جے سے پروبلم ہے تو چھوٹے سے اسپیکر کا انتظام کر لیتے ہیں۔“یاسر نے ایک نئی تجویز دی،جو معقول بھی تھی۔

”یہ اچھا آئیڈیا ہے۔“امل نے کہا تھا۔

”...مگر اس اسپیکر کا کرایہ تمہیں خود ہی بھرنا پڑے گا کزن...“

"ٹھیک ہے۔" امل نے جل کر رضامندی دی۔

"بس پھر مجھے گانے بتادو جو میں ڈاؤنلوڈ کرلوں۔" وہ موبائل اٹھا کر بولا تو امل نے تالی بجا کر سب کو متوجہ کیا۔

"ہاں بھئی... کون کس کس گانے پر ڈانس کرے گا....؟"

"میں تو جھلا میرا عاشق جھلا ولا میرا بلما چھلا... پر کروں گی۔" زلو نے با قاعدہ اپنی کمر نہیں کمرہ مٹکا کر ڈانس اسٹیپ کر کے دکھایا تو امل اور یاسرا اچھل کر دور ہوئے۔

"فٹے منہ!" شانزے نے کہا۔

"اور تم...؟" امل نے ردا سے پوچھا۔

"میری تو کوئی تیاری نہیں... پھر بھی جو گانا کہو میں کچھ نہ کچھ ڈانس کرلوں گی۔" ردا جھجکتے ہوئے بولی تو امل نے گھور کر اسے دیکھا۔

کچھ نہ کچھ نہیں کرنا... بہت اچھا ڈانس کرنا ہے سب نے سمجھے۔" امل نے سب کو تنبیہ کیا۔" جلدی سے اپنا گانا ڈیسائیڈ کرلو..." وہ ردا سے کہنے کے بعد

شانزے سے مخاطب ہوئی۔

''اور تم کس پہ کرو گی؟''

''ہم دونوں ساتھ ہی کریں گے...اب تم ہی ڈیسائیڈ کرو کہ وہ گانا کون سا ہو گا۔''امل نے سر ہلا کر اب ان تینوں نمونیوں سے پوچھا تھا۔''اور تم لوگ...؟''

''کون؟''وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر گڑبڑائیں۔

''تم تینوں اور کون؟''

''ہم ہم نہیں کریں گے۔''وہ تینوں ساتھ ہی بولیں۔

''تم تینوں ہی بورنگ ہو۔''امل نے کہا تو وہ جان چھوٹنے پر تسلی سے بیٹھ گئیں...

☆...☆...☆

دوپہر کے وقت ہی ناہید باجی کی آمد ہوئی تھی جس کا استقبال بہت زور و شور سے کیا گیا تھا۔

اتنے سالوں بعد بہن بھائی ملے تو دونوں کے ہی آنکھوں میں آنسو آ گئے

تھے۔ ویسے بھی وحید بھائی کی شادی کے بعد سے ناہید باجی ان سے ناراض ہو کر کینیڈا چلی گئیں تھیں... اب ملے تو اشکوں کی ایسی باڑ آئی کہ امل کو یہ کہنا پڑا...

"لگتا ہے اس بار بھی ایک خطرناک سیلاب آنے والا ہے۔"

سب ہنس پڑے اور ملنے ملانے کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔

"ارے بے بی!" ناہید باجی اتنے سالوں بعد بے بی سے مل کر بہت خوشی ہوئی، وہیں بجلی کا اتنا سامنہ نکل آیا کہ ناہید باجی کو یاد دلانے کے باوجود بھی یاد نہیں آیا کہ بجلی کون تھی...؟ مہمانوں سے ملنے کے بعد ناہید باجی کو بے بی والوں کے کمرے میں لایا گیا، مگر ثمینہ جاتے جاتے مٹھی کو چائے وغیرہ لانے کا حکم دیتی نکل گئی جبکہ بے بی نے آنکھوں سے اشارہ کر کے تنبیہہ کی۔ مقصد تھا کہ چائے مت لیکر آنا... اب مٹھی بے بسی کے عالم میں کھڑی رہ گئی تھی کہ چائے لانی ہے کہ نہیں..؟

☆...☆...☆

"اتنے سالوں بعد تمہیں دیکھ رہی ہوں... بہت خوشی ہو رہی ہے

www.novelsclubb.com

نایاب۔""شفون کی ساڑھی میں ملبوس، ہلکے سے زیور اور میک اپ کیئے، بے حد صوبر اور خوبصورت سی وہ خاتون ناہید باجی تھی جو اپنے ساتھ بیٹھی بے بی سے مخاطب تھی۔

"ہاں مجھے بھی!"" بے بی خوش دلی سے بولی۔

"تم تو ابھی تک ویسی کی ویسی ہی ہو بے بی! ان پچیس سالوں نے تو تم پر ذرا بھی اپنا اثر نہیں چھوڑا..."

ناہید باجی مزید بولی تو بے بی جھینپ کر کچھ دور بیڈ پہ بیٹھیں مینو اور بجلی کو دیکھنے لگی۔ بجلی چنگاریاں چھوڑ رہی تھی تو مینو ہاتھ مل رہی تھی۔

"بس اللہ کی مہربانی ہے۔"" بے بی عاجزی سے مسکرائی۔

"ناہید باجی... تم سناؤ... کینیڈا میں سب ٹھیک ہے ناں...؟ صفورا بیگم نے پوچھا تھا۔

"ہاں... بس انصر کی شہادت کے بعد زندگی بہت مشکل ہو گئی تھی مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اتنی ہمت دی کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بنا کسی محتاجی کے پڑھایا

لکھایا...اس قابل کیا کہ وہ آج خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔“

”ماشاءاللہ!“ خالدہ بیگم نے کہا۔”کیا کرتا ہے وہ...؟“

”تم نے کبھی بتایا نہیں کہ ناہید باجی کا ایک بیٹا بھی ہے۔“ بجلی نے مینو سے سرگوشی میں پوچھا۔

”تمہیں نہیں پتا تھا...؟“ مینو الٹا حیران ہوئی۔”ان کا ایک ہی بیٹا ہے، وہ بھی معذور!“ کھسر پھسر جوں کی توں تھی۔

”پھر تو اچھا ہی ہوا جو نہیں بتایا۔“ بجلی سن کر بڑبڑائی تھی۔

”عادل ہارٹ اسپیشلسٹ ہے۔اس کا اگلے چار مہینوں کا پورا Schedule بنا ہوتا ہے، اتنی Tough روٹین ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ نہ آسکا ورنہ ضرور آتا۔“ ناہید باجی نے ان کو بتایا تو بجلی کی چکر بازیاں شروع ہو گئیں۔

”میری Daughter بھی LUMHS میں ڈاکٹر بننے کی Preparation کر رہی ہے، اور ماشاءاللہ میری Daughter جیسی Intelligence پورے خاندان میں نہیں۔“

''اچھا اچھا۔''ناہید باجی نے غیر دلچسپی سے کہا۔'' بے بی! یہ پھول تم آج بھی لگاتی ہو؟''

ناہید باجی نے اس کے بالوں میں آج بھی تر و تازہ وہ پھول دیکھتے ہوئے پوچھا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔ بجلی منہ بنا کر بیٹھ گئی۔اس کی دال یہاں نہیں گلنے والی تھی۔

''تم نے کبھی بتایا نہیں... کس کے لئے لگاتی رہی ہو یہ پھول...؟''ناہید باجی چھیڑ خانی کرتے ہوئے بولی تو بے بی مسکرا دی۔

''ہاں...!'' بے بی نے اعتراف کرتے کہا۔''کسی سے وعدہ لیا تھا کہ میں ہمیشہ تازہ پھول بالوں میں سجایا کروں گی۔'' یہ سنتے ہی مینو کے کان کھڑے ہو گئے اور اس نے الجھ کر بے بی کو دیکھا۔(وحید سے تو ایسا کوئی عدہ نہیں لیا تھا اس نے...؟) مینو اٹپٹاتے ہوئے اٹھی۔

''چائے کا بول کر آئی تھی...پتا نہیں کہاں رہ گئی لڑکی۔''

''تم ناہید باجی کے پاس بیٹھو چائے میں دیکھتی ہوں۔''بے بی کہتی اٹھی، تو

مینو رک گئی۔ بے بی باہر نکل گئی، کیونکہ اسے پتا تھا کہ میٹھی چائے لیکر نہیں آئے گی۔

''میرے ہی گھر میں کیسے وہ مجھ پہ اپنا حکم چلا رہی ہے؟'' مینو کلس کر سوچ رہی تھی۔

☆...☆...☆

''اوہو! تم لوگوں نے یہ بدرنگ کپڑے پہن کر ہماری تھیم خراب کرنی ہے کیا...؟'' امل نے خاندان کی تمام لڑکیوں کو تقریب میں پہننے والے کپڑوں سمیت، اپنے کمرے میں بلا کر اچھی خاصی خبر لی تھی۔

''یہ بدرنگ ہیں...؟'' بجلی کی بیٹی زلو نے اپنے اورینج کلر کی ٹاپ پر رنگ برنگی شرارے کو دیکھا کر اسے گھورتی غصے سے پوچھنے لگی۔

''تمہارے تو پھر بھی ٹھیک ہیں گل کند!'' امل نے تنقیدی نظروں سے اسے دیکھ کر کہا تو وہ بگڑی۔

''گل کند نہیں...۔ ذی القعد'' اس نے اپنے نام کا تلفظ ٹھیک کرتے کہا۔

''ذی القعد...ذی القعد...ذی القعد...''کسی نے دہرایا نہیں پر ان تینوں نے اپنے حساب سے یہ نام رٹنا شروع کر دیا کہ کہیں وہ بھول نہ جائیں!

''ویسے یہ ذی القعد نام سنا سنا سا لگ رہا ہے۔''شانزے نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

''اسلامی کلینڈر کے ایک مہینے کا نام ہے ذی القعد۔''امل نے بتایا تو ذی القعد بھٹی اسے دیکھنے لگی۔

''واہ! کیا کلینڈری نام ہے۔''شانزے مزے سے بولی۔''پھر تمہارے بھائیوں کے نام ہوں گے رجب، شعبان، رمضان شوال...ہیں ناں۔''

''رجب ہمارے چاچا کا لڑکا ہے۔رمضان میرے دادا کا نام ہے...شعبان، شوال میرے چاچا ہیں۔''ذی القعد دانت پیستے ہوئے بتانے لگی۔

''اچھا...؟''شانزے کو اس کی بات پہ ہنسی آئی، تو وہ تینوں اسے دیکھ کے حیران ہوئیں۔

''کیا ہنستا تھا...؟''دری نے تو پوچھ بھی لیا۔

''نہیں... یہ ہنسنے کا نہیں، رونے کا مقام ہے۔''امل نے افسوس سے اپنی کزنز کو دیکھا۔

''اب اس کے چاچا کے نام شعبان' شوال ہیں...اس کے دادا کا نام رمضان ہے تو اس میں رونے والی کیا بات ہے....؟''دری بڑی ہی سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

''اور یہ نام تو رکھتے ہیں لوگ۔''اب روحی نے منہ کھولا۔

''اب تو دنوں پہ بھی نام رکھتے ہیں...جمعہ، سومر... خمیس''اب مٹھی نے بھی تبصرہ کیا۔

''اور ہندو بھی رکھتے ہیں...منگل، شنی، شکر...''یہ ذی القعد تھی۔

''اور انگریز بھی رکھتے ہیں...جون، جولائی، اگست۔''اب مٹھی بولی۔

''...اور جنوری۔''شانزے نے کہنا شروع کیا تو امل دھاڑی۔

''شٹ اپ!''

''وہ بھی رکھتے ہیں...؟''مٹھی نے معصومیت سے پوچھا۔

www.novelsclubb.com

"پر ہم نے تو نہیں سنا۔" روحی نے الجھ کر مزید اضافہ کیا۔

"اوہو!" امل نے سر پیٹا۔ پھر سب کو غصے سے دیکھتے بولی۔ "میں نے تم لوگوں کو یہاں کسی بچے کے نام کرن کے لئے نہیں بلایا... بلکہ یہ کہنے کیلئے بلایا ہے کہ آج مایوں ہے.... اور ہم نے ایک تھیم رکھی ہے۔" امل ان کو سنجیدگی سے بتانے لگی۔ "لڑکے والے خود کو بڑا کوئی ہائے فائے دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں... حالانکہ ان کی طرف کے رشتے دار حیدر آباد کی گلی کوچہ سے آ رہے ہیں مگر وہ ان کو امریکہ، لندن، کینیڈا سے آئے ہیں، بتا رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں ان کو جیسے تیسے ہرانا ہے۔" امل نے اصل مقصد بتایا تو وہ سب اسے الجھ کر دیکھنے لگیں۔

"مطلب...؟" ردا نے پوچھا تھا۔

"ہماری تھیم لڑکے والوں سے اچھی ہونی چاہئے، اور ہم ہائی فائی لگنے چاہیئے۔" امل بول تھی، اور سب اسے دیکھ رہیں تھیں، جیسے امل پہلے ہی کوئی اچھا جگاڑ سوچ کر بیٹھی ہوئی تھی۔

☆...☆...☆

”ناڑا ڈالنے والی ہے کیا؟“ اصغری دروازے پر کھڑی تھی۔

”نہیں ہم ناڑا نہیں ڈالتے۔“ خالدہ نے اکتا کر کہا تھا۔ آج اس نے دروازہ کھولا تھا۔

”تو پھر کیا ڈالتی ہو؟“ اصغری نے حیرت سے پوچھا تھا۔

”ارے ہم الاسٹک ڈالتے ہیں۔“ جھجک کر خالدہ بتانے لگی۔

”وہ بھی تو ڈالتے ہوں گے ناں کسی سے۔“ اصغری سر پر سوار تھی۔

”وہو... وہ پڑے ہوتے ہیں... نکالتے اور ڈالتے نہیں ہیں۔“ اب تو خالدہ کو تپ چڑھی تھی۔ ”... برش تو ہوگا ناں... اس سے ڈالو... ایسی بھی کیا مشکل ہے؟“ خالدہ نے مشورہ دیا۔

”ارے ہاں میں تو بھول گئی...“ وہ سر پر ہاتھ ملتے بولی۔ ”اچھا بھلا تھوڑا سا پاؤڈر ہی دے دو۔“ اصغری کی دوسری فرمائش آگئی۔ خالدہ کو مزید تپ چڑھی۔

خالدہ نے اسے پاؤڈر تھمایا تو وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

”توبہ ہے!“ خالدہ نے جھٹ سے دروازہ بند کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

بجلی اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی جب سیڑھیوں سے اوپر کو آتی حمیدہ دکھائی دی۔ بجلی کو لگا وہ یقیناً اس سے ملنے کیلئے اس طرف آ رہی ہے، اس لئے وہ دو پل کو اندر آئی... اپنے اوپر ذرا پرفیوم چھڑکا اور واپس دروازے پہ آئی تو حمیدہ یکدم ہی غائب ہو گئی۔

"یہ کدھر گئی...؟" اسی وقت حمیدہ، بے بی کے کمرے سے نکلتی دکھائی دی، مگر حیرت کی بات یہ نہ تھی... حیرت کی بات یہ تھی کہ حمیدہ، خالدہ کو اپنے ساتھ نیچے لا رہی تھی۔ ان کی بے تکلفی بجلی کو جلا گئی۔ "آئے ہائے یہ قریشیز تو آتے ہی چھا گئے ہیں۔"

بجلی بلبلاتی مینو کے پاس پہنچی۔

"میں بتا رہی ہوں... قریشیز very big circle (بہت بڑے چکر) کے ساتھ آئے ہوئے ہیں۔

مینو نے زچ آ کر کہا۔ "دوسروں کے چکروں سے باہر آؤ... اور میری مدد

کرو۔"

مینو سامان کھول کر بیٹھی ہوئی تھی۔

"what happens...؟(کیا ہوا...؟)"

"سجل کی مایوں کیلئے کون سا سیٹ نکالوں..؟" مینو نے اس سے مشورہ لینا چاہا۔

"یہ والا پیارا ہے۔" بہت ہی بھاری سیٹ پر انگلی رکھتے ہوئے بجلی بولی تو مینو نے کہا۔

"پاگل ہو کیا؟ دلہن مایوں کے دن اتنا بھاری سیٹ کس لئے پہنے گی؟"

"کیا سجل کیلئے ask کر رہی ہو؟"

"تو اور کس کیلئے نکالوں گی...؟"

"مجھے لگا شاید تم اپنے لئے talk کر رہی ہو۔" بجلی نے وضاحت دیتے ہوئے مزید کہا۔"... مگر مایوں کے دن تو دلہن flowers کی jewelry پہنتی ہے۔"

"مگر لڑکے کی ماں نے فون کر کے صاف کہا ہے کہ مایوں والے دن بھی دلہن کو سونا چڑھانا لازمی ہے۔ یہ ان کی ریت ہے۔" مینو نے آہستہ سے کہا تو بجلی کڑکی۔

"ارے واہ! yesterday تک مایوں کا function ہندوانہ تھا... today ان کو ایک نئی ریت یاد آگئی۔ ان کی ریت ہے تو خود ہی چڑھائیں دلہن کو سونا..."

"ہم لڑکی والے بھلا اور کر ہی کیا سکتے ہیں؟" مینو نے ڈوبے دل کے ساتھ کہا تو بجلی نے مخلصانہ انداز میں اسے سمجھایا۔

"میری بات سنو مینو! یہ جو تم ڈر ڈر کر silently (خاموشی) سے ان کی ہر بات listen (سنتی) کرتی ہو ناں... اسی وجہ سے ان خبیثوں کے دماغ dirty (خراب) ہو رہے ہیں۔"

"کم از کم ان کو خبیث تو نہ کہو!" مینو نے سمجھانا چاہا۔

"تو اور what کہوں؟ نمرود کہوں... ابلیس کہوں... فرعون کہوں...

what کہوں...؟‘‘

’’اچھا اب بس کرو... اور یہ بات کسی کو مت بتانا...‘‘ مینو نے اسے نصیحت کی۔

’’میں کس کو بتاؤں گی؟‘‘ بجلی نے اسے تسلی دی۔

مگر دل میں اس نے بھی تہیہ کر لیا تھا کہ وہ ان لڑکے والوں کو آج ایک اچھا سبق ضرور سکھائے گی۔

☆...☆...☆

وہ تینوں اپنے ہاتھوں میں پراندے، نیلے پیلے کپڑے لئے بے بی کے سامنے کھڑیں تھیں۔ موڈ سخت آف تھا۔

’’ہم نہیں جا رہے مایوں میں۔‘‘ مٹھی کپڑے پھینکتی، اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھتے بولی۔

’’ہاں... میں بھی نہیں۔‘‘ روحی نے بھی صاف جواب دے دیا۔

"کس چیز پر اعتراض ہے تم لوگوں کو...؟‘‘ بے بی نے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ پراندہ... یہ پیلے کپڑے... یہ گیندہ پھول کے زیور..." ایک ایک کر کے انہوں نے سب چیزوں پر ہی اعتراض اٹھالیا تھا۔

"اور یہ کھسے۔" دری نے ڈبے اٹھا کر اسے دکھائے... "اور تم جانتی ہو یہ کھسے ہمارے پیر سمجھا دیتے ہیں۔" دری نے اہم وجہ بتائی۔

"...اور سب سے برے یہ پیلے چشمے!" مٹھی نے بڑے بڑے چشمے اٹھا کر دکھائے۔

"آج کل کی لڑکیاں... کتنے اچھے کپڑے سینڈل پہن کر... پرس اٹھا کر چلتی ہیں... کتنی پیاری لگتی ہیں... کیپری پجامے پر یہ کھسے پہن کر، اس پہ پازیب پہن کر کتنی اچھی لگتی ہیں... اور تم لوگ..." بے بی ان کو ڈانٹتے ہوئے بولی۔ "...نہ اٹھنے بیٹھنے کی تمیز نہ پہننے اوڑھنے کی تمیز... سب اسکول میں مجھے کہتی ہیں... یہ تمہاری بھتیجیاں کس پر چلی گئیں ہیں بے بی...؟ تم تو اتنی خوبصورت، پہنے اوڑھنے کی اتنی ایکسپرٹ... دادو کی مشہور ڈیزائنر مہران مہربان کے ڈیزائن کردہ کپڑے پہن کر اتنے برینڈ ڈپرس carry کر کے کتنی پیاری لگتی ہو... اور یہ بھتیجیاں

تمہاری..." بے بی نے اپنی ساتھی ٹیچر کی ہو بہو نقل اتارتے ہوئے بتایا تو دری نے اعتراض اٹھایا۔

"ہاں تو ان کو کیا تکلیف ہے...؟"

"تکلیف ان کو نہیں... تم لوگوں کو آگے چل کر ہو گی... اس لئے کہہ رہی ہوں شرافت سے یہ سب پہنے کی تیاری کرو... یہ امل کی تھیم کا سوال ہے... تو یہ سب تم نے پہن کر اچھی طرح تیار ہو کر، مایوں میں اینٹری دینی ہے۔ سمجھ گئی... یا جوتے اتار کر سمجھاؤں...؟"

کہنے سننے کو کیا رہ گیا تھا؟ اس لئے وہ تینوں پیر پٹختی رہ گئیں۔

☆...☆...☆

"دیکھو ذی القعد... پہلے ہی تمہاری بے وقوفی کی وجہ سے جنید ہمارے ہاتھ سے نکل گیا... اس کا افسوس تو مجھے تا قیامت رہنا ہے مگر اب اسفند کو کسی صورت ہاتھ سے جانے نہیں دینا ہے۔" بے بی جیسے ہی سیڑھیوں کی طرف بڑھی تو بجلی کی تیز آواز سن کر وہ، چونک کر مڑی اور دیوار کی اوٹ سے جھانک کر اس طرف دیکھنے

لگی۔اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی بجلی اپنی بیٹی کو ڈانٹ کر سمجھا رہی تھی، مگر بیٹی نے پکے ہوئے آم کی طرح اپنا منہ لڑکایا ہوا تھا۔

"تو کیا کروں میں...؟" ذی القعد نے پوچھا۔

"تم تیار ہو کر بس اسفند کے آگے پیچھے گھومو...اپنی موجودگی کا اسے احساس دلاؤ...ویسے بھی لڑکوں کو بنی سنوری خوبصورت لڑکیاں متاثر کرتی ہیں۔"

"توبہ توبہ!" بے بی نے ناک رگڑی۔

"اب میں تمہیں لڑکیوں کے ساتھ نہ دیکھوں۔"

اس سے پہلے کہ بجلی کی آنکھیں بے بی پر پڑتی..بے بی سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگی۔

"توبہ کیسی چنڈال عورت ہے...بیٹی کو کیا سمجھا رہی ہے۔اور سنو...بیٹی سے بات کرتے اسے بڑی اچھی اردو آتی ہے مگر ہمارے سامنے غلط سلط انگلش کا رعب جھاڑتی ہے۔"

سیڑھیاں اترتے ہوئے بے بی خود کلامی کے انداز میں بولی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

"اے چھوٹا پیک!"

مایوں کے پیلے کپڑوں پر زبردستی کے پہنائے گئے پھولوں والے زیور پہنے دری ابھی تیار ہو کر سیڑھیوں پر چڑھ ہی رہی تھی کہ سیڑھیوں پہ بیٹھے تین لڑکوں میں سے ایک نے اسے آواز دی۔ وہ ادھر ادھر دیکھ کر آواز کی سمت کا جائزہ لینے لگی۔

"ہم تم کو کہہ رہے ہیں چھوٹا پیک..." ان لڑکوں پہ نظر گئی تو وہ منہ پھلا کر ان کے پاس آئی۔

"کس لحاظ سے تمہیں میں چھوٹا پیک لگ رہی ہوں...؟"

"اس لحاظ سے...۔" وہ جو راجا اندر بن کر بیٹھا تھا... کہتا اٹھ کھڑا ہوا تو دری آنکھیں پھاڑے اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔ لمبے چوڑے شخص کے سامنے وہ واقعی چھوٹا پیک ہی لگ رہی تھی۔ وہ گھبرا کر تھوک نگلنے لگی۔ "مجھے بھوک لگ رہی ہے۔ کچن میں کچھ ہے تو جاؤ... جا کر لے کر آؤ!" اس لڑکے نے حکم دیا، تو دری

آنکھیں پھاڑ کر پوچھنے لگی۔

"کون میں...؟"

"تو اور کون؟... تمہارے ہاتھوں میں مہندی لگی ہے کیا رے...؟" اس نے کچھ اس انداز میں کہا کہ پیچھے کھڑے دونوں لڑکے ہنس پڑے۔

"نہیں نہیں میں تو خود مہمان ہوں یہاں... مجھے تو کچن کا بھی نہیں پتا کہ کس طرف ہے۔" وہ بہانے بازی کرنے لگی۔

"مہمان ہو...؟"

"جی"

"کہاں سے آئی ہو...؟"

"دادو سے آئی ہوں۔"

"کس کی بیٹی ہو...؟"

"ناشاد قریشی کی بیٹی ہوں۔" اس نے بتایا جیسے اب تو اس کی جان چھوٹ ہی جائے گی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو کانپ کا ہے رہی ہو...؟" وہ پوچھ رہا تھا مگر وہ خاموش رہی۔ "گونگی ہو...؟" ایک بار پھر پوچھا۔

وہاں بدستور خاموشی رہی۔ "آؤ تمہیں میں کچن دکھاتا ہوں۔"

وہ مسکراہٹ دباتا آگے بڑھا تو نا چاہتے ہوئے بھی دری کو اس کے پیچھے چلنا پڑا تھا۔

☆...☆...☆

"دلہے والے آ گئے... دلہے والے آ گئے۔"

شور مچا تو سب ریلنگ سے نیچے جھانکنے لگے۔ خیال یہی تھا کہ دس بارہ گاڑیوں کی قطار ہو گی.. کوئی ڈوم ہو گی... کوئی بس ہو گی... جو باراتیوں سے بھری ہو گی... پر وہ سات برقع پوش ایک گاڑی میں ٹھس ٹھسا کر بیٹھ کر، یہاں آئیں تھیں اور اب دروازہ کھول کر نکل رہیں تھیں۔

"توبہ ہے۔"

بجلی پیلی قیمتی ساڑھی میں ملبوس، لمبا پراندہ ڈالے، موٹا چشمہ پہنے، ہاتھ میں

چھتری تھامے، کسی نازک اندام حسینہ سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ ’’اتنی کنجوس! یہ اتنی ساری decorations...ان برقع پوش ladies کیلیئے کی تھیں...؟

’’بجلی کی توروح تک جل گئی تھی۔ ’’چلو پردے دار ladies ہیں پر کچھ تو بارات لیکر آنی چاہیئے تھی۔اتنے nice خاندان میں relation ہوا ہے،اتنے peoples آئے ہوئے ہیں...اور یہ بارات لے کر آئے ہیں...نہ اپنی respect کا خیال نہ ہماری!‘‘ بجلی نے جاکر مینو کو پکڑا جوان کے استقبال کیلیئے بھاگی جارہی تھی۔

’’تم نہیں جاؤ گی...down! خود ہی آجائیں گی...‘‘ بجلی نے بازو سے پکڑ کر مینو کو روک دیا۔

’’ارے پر وہ مہمان ہیں...ان کا استقبال تو کرنے دو!‘‘ مینو منمنائی۔

’’absolutely not...!‘‘ بجلی بولی تو مینو کچھ دور کھڑی بے بی کو دیکھنے لگی۔وہ بھی کچھ کم حیران نہ تھی۔جس طرح کی تیاریاں کی جارہیں تھیں... مٹھائیاں، کھانے،مایوں کی رسم کرنے کی جگہ کے ارینجمنٹ کیئے جارہے تھے،جتنے

مہنگے اچھے کپڑے لئے گئے تھے، امل نے جس طرح تیاری کروائی تھی مایوں کی... اس سے تو لگ رہا تھا جیسے بہت ہی کوئی اعلیٰ خاندان میں شادی ہو رہی ہے۔ مگر بارات تو سات عورتوں پر مشتمل تھی، وہ بھی خالی ہاتھ نہ مایوں کا سامان نہ مٹھائی...!

دور کھڑی بے بی، مینو کو دیکھ کر جیسے سوال پوچھ رہی ہو... مینو نے فوراً نگاہیں پھیر لی تھیں۔

"آئے ہائے.. کوئی اور جگہ نہیں ملی تھی مایوں کی رسم کروانے کیلئے...؟ ہماری تو ٹانگیں ہی سوکھ گئیں سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے۔" ہانپتی کانپتی عورتیں اوپر آکر سوال کرنے لگیں۔

"خوش آمدید! آئیں آئیں..." مینو نے جلدی جلدی کہا۔

"بیٹھنے تو دو کوئی پانی شربت کوک پیپسی تو پلاؤ!"

عصمت باجی جا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی، تو مینو ایک طرف دیکھ کر بولی۔ "امل کچھ ٹھنڈا لیکر آؤ...!"

امل کے جاتے ہی مینو قریب ترتیب سے رکھی کرسیوں کو گھسیٹ کر، انہیں پیش کرنے لگی جبکہ بجلی جل بھن کر انہیں دیکھنے لگی۔ ”آئیں آپ ادھر بیٹھیں۔“

☆...☆...☆

”کچھ عجیب سے نہیں ہیں؟“

صفورا نے خالدہ سے پوچھا تو ساتھ بیٹھی حمیدہ نے پہلو بدلا۔

”ہاں.. نہ بارات نہ مہمان نہ مٹھائی... ایسے ہی آ گئیں۔“ خالدہ نے اظہارِ خیال کیا۔

”اصل میں شریف لوگ ہیں... دکھاوا نہیں ہے ان لوگوں میں بس وہ پہلے ہی سب سامان بھجوا چکے ہیں۔“ حمیدہ بیگم نے بات سنبھالی۔

”اچھا اچھا!“ خالدہ بولی۔

”پر مہمان کیوں نہیں لیکر آئیں؟“ اب کے صفورا بیگم نے پوچھا۔

”بس رسم ہی تو کرنی ہے۔ ان کا رواج ہے کہ سب صاحب شوہر والی ہی رسمیں کرتی ہیں... اور خیر سے یہ ساتوں ہی صاحب شوہر ہیں۔ تو اس لئے یہی

آ گئیں۔ باقی کچھ کی شادی نہیں ہوئیں تو کچھ بے چاریاں بیوا ہو گئیں... میں آتی ہوں۔'' حمیدہ' خالدہ بیگم سے مخاطب ہوتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

☆...☆...☆

''سجل کے relation کیلئے جہاں اتنا wait کیا تھا... وہاں چند months اور wait لیتی تو what ہو جاتا؟'' بجلی اس کے سر پہ کھڑی چیخ رہی تھی۔

''بجلی! میرا ابھی دماغ نہ کھاؤ...!'' مینو پریشان سی، تھال میں ہلدی مل رہی تھی۔اس وقت وہ کوئی بات سننے کے موڈ میں نہ تھی۔

''کیا think کر کے یہ relation کیا ہے...؟ نہ جوڑ... نہ class... نہ status! بھلا ایسے ہوتے ہیں relation...؟'' بجلی اس کے رعب میں آئے بغیر بولی۔

''تم یہ تھال پکڑو اور اوپر لے جاؤ...!'' مینو نے زبردستی اسے تھال پکڑایا۔

''اونہو!'' بجلی نے تھال صلیب پہ پٹختے کہا۔''میں not لیکر جاؤں گی۔''

تبھی کچن کے دروازے کے پاس سے کوئی گزرا تھا جس کو مینو نے آواز دی۔ ”اے لڑکی!“

اس لڑکی کے پیر تھمے، ادھر ادھر دیکھ کر اس نے باورچی خانے میں جھانکا۔ مینو اور بجلی کے بوتھے دکھائی دیئے۔ ”ادھر آؤ!“ مینو نے اسے بلایا۔ وہ ڈرتے ڈرتے اندر آئی۔ اسے دیکھ کر بجلی نے ناک بھوئیں چڑھائیں۔ ”یہ تھال پکڑ واور اوپر لے جاؤ!“

اس لڑکی کے چہرے پہ کالا سایہ لہرایا۔ ”میں...؟“

”چلو پکڑو!“ مینو نے تھال پکڑایا اور ہاتھ دھونے کیلئے سنک کی طرف مڑی۔ بجلی اسے یہی ٹکے دیکھ کر بولی۔

”اب کھڑی why ہو....go...!“

وہ لڑکی قدم سنبھالتے ہوئے باہر جانے لگی۔ پھر بجلی نے مینو سے کہا۔ ”قسم سے بہت disappoint کیا ہے تم نے مجھے۔“

”چھوڑ دو یہ باتیں!“ مینو نے عاجز آ کر کہا۔ ”میں وہی باتیں بار بار نہیں دہر

اسکتی بجلی...'' مینو نے ٹشو سے ہاتھ خشک کرتے ہوئے چڑ کر کہا، اور کچن سے نکل گئی۔ بجلی اس کو سمجھانے کی نیت سے پیچھے لپکی۔

☆...☆...☆

منہ پھلاتی اب دری کچن میں داخل ہوئی اور ست روی سے جو سمجھ آیا بنانے لگی۔

''تمہارے نخرے ایسے ہی رہے تو سسرال والے سر پکڑ کر روئیں گے۔ کتنی ست ہو۔ ہاتھ جلدی چلاؤ... مجھے بھوک لگی ہے۔'' وہ مسلسل شور مچا کر اس کی گھبراہٹ میں اضافہ کر رہا تھا۔

''جو جلدی کرنے والی تھی... تو اس سے پکوا لیتے ناں۔'' دری نے منہ بنا کر کہا تھا اور تیسری ہری مرچ آملیٹ میں ڈالنے لگی۔

''اتنی ہری مرچ...؟ مجھے مارنا ہے کیا یہ ہری مرچ، ہرے پیاز اور ہرے دھنیے کا کھیت کھلا کر...؟'' وہ بگڑا۔

''اوہو ایک تو آئل پتا نہیں کہاں رکھا ہے... ابھی تو نمک مرچ ڈھونڈنے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ہیں...اور اوپر سے تم سر کھا رہے ہو۔جب بن جائے گا تب آ جانا...ابھی جاؤ۔" دری اس کی باتوں سے مسلسل زچ ہو رہی تھی۔

"یہ رہا آئل...اور یہ رہا مصالحے کا ڈبہ!" اس لڑکے نے اطمینان سے اس کے سامنے ہر چیز رکھتے ہوئے کہا تو وہ اسے گھورنے لگی،اور چولہا جلا کر اس میں تیل ڈال کر نمک مرچ ڈالنے لگی۔

"اب ڈالو بھی انڈا... تیل خول رہا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں کی خوبصورتی کی تاب نہ لا سکا تو گڑ بڑا کر بولا۔

اور اس نے جیسے ہی انڈا ڈالا... تیل اس کے کپڑوں پر اچھل کر گرا۔

"ہائے اللہ میرا سوٹ خراب ہو گیا۔" وہ اچھل کر پیچھے ہوئی۔اس کا جھار جھٹ کا سوٹ تیل لگنے کی وجہ سے اب خراب ہو چکا تھا۔وہ آملیٹ چھوڑ کر سوٹ دیکھنے لگی،تو وہ بھی سوٹ دیکھنے لگا۔پھر آملیٹ کو جلتا دیکھ وہ بگڑ کر بولا۔

"لو! آملیٹ بھی جلا دیا۔" وہ بگڑا اور چولہے کی آگ بجھاتا،باورچی خانے سے نکلنے کیلئے مڑ گیا۔

"میں ہی ملی تھی ناں فالتو...؟ میرا نیا سوٹ جلا دیا۔" وہ روہانسی ہو کر بولی۔

اسے بے بی کی ڈانٹ کا خوف تھا۔

"نہیں کھاتا تمہارا یہ سڑا ہوا انڈا۔" وہ تپ کر بولتا باہر نکل گیا۔

دری کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسے پکڑ کر وہ اسی تیل میں فرائی کر ڈالے۔

وہ ابھی سوٹ کے غم میں کھڑی ہی تھی کہ باورچی خانے میں عباد آ گیا۔ کچن میں پھیلا ہوا دھواں اور سڑا ہوا انڈا دیکھ کر اس نے Exhaust کا بٹن دبایا اور ایک منٹ میں سارا دھواں نکل گیا۔

"ابھی کھانا لگنے والا تھا تھوڑا انتظار کر لیتی.. بلا وجہ ہی تکلیف کی۔" عباد کے جتانے والے انداز میں کہنے پر وہ شرمسار ہو کر پانی پانی گرنے لگی۔ "اگر زیادہ بھوک لگی ہے تو آپ کیلئے لے کر آتا ہوں کھانا!" ایک ایک لفظ پر روز دیتے وہ پلیٹ اٹھاتے ہوئے بے حد ناگوار انداز میں کہتا باہر نکل گیا۔

"ہنہ! میں نہیں کھیل رہی۔" دری پیر پٹختے ہوئے باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

"واٹ دا ہیل...؟"

ایک دھماکے کے بعد...ایک مرد کے دھاڑنے کی آواز پر سب گانے بجانے چھوڑ کر چھت سے لاؤنج میں نیچے دیکھنے لگے، جہاں کی سیڑھیاں ابٹن سے لتھ پتھ تھیں وہیں گھر کا مالک ڈی پی اواسفندیار بھی ابٹن میں لتھ پتھ کھڑا سامنے ابٹن سے لتھ پتھ لڑکی پر برس رہا تھا، جو بری طرح سے رو رہی تھی۔

"آئے سیفی پٹ (بیٹے) کیا ہوا؟" مینو بھاگی چلی آئی۔ "ارے پٹ یہ تو دادو سے آئی مہمان ہے... کیوں برس رہے ہو اس پر...؟" مینو گھبرائی، تو 'دادو سے آئی' سن کر بے بی کے کانوں میں ایمرجنسی سائرن بجنے لگے۔ وہ بھی فوراً سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔

"یہ حشر دیکھیں میرا... نفرت ہے مجھے ابٹن، تیل، مہندی، پیلے رنگ سے..." وہ اپنے چہرے سے ابٹن صاف کرتے بگڑ کر بولا۔

"اچھا اچھا میں نہلا دیتی ہوں پٹ... تم پریشان مت ہو۔" مینو نے پچکارتے کہا۔

www.novelsclubb.com

”میں نہالوں گا خود ہی مام!“ وہ دانت پیتے بولا اور لڑکی کو گھورتا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

”ارے پٹ تم بھی دھیان سے لے کر آتی... ابٹن سارا گرا دیا اور بدشگنی الگ کر دی۔“

مینو، دادو سے آئی مہمان کو اٹھاتے ہوئے بولی۔

”ارے ارے روحی... تم کیسے گر گئی...؟“ بے بی جس نے ابھی نوٹ کیا کہ وہ ابٹن میں لتھ پتھ روحی تھی، تو دانت پیستے پوچھنے لگی۔

”میں ابٹن لے کر آ رہی تھی تو پیر پھسل گیا اور میں سیڑھیوں سے نیچے گر گئی۔“ وہ روتے ہوئے بتانے لگی۔

"ظاہر ہے جب پیر پھسلتا ہے تبھی گرتا ہے انسان.. لیکن تمہیں کس نے دیا ابٹن اٹھانے کو؟“ بے بی اسے بازو سے کھینچتی، ساتھ لئے چلتی غرائی۔

”مینو نے کہا تھا۔“ اس نے کہنی کو پھونک مارتے کہا۔

”اس نے کہا اور تم نے اٹھا لی پاگل۔“ بے بی نے ڈانٹا تو روحی اور تیز رونے

www.novelsclubb.com

لگی۔

☆...☆...☆

”سنا تم نے...اس شادی میں ثمینہ نے اپنے بیٹے کیلیئے لڑکی دیکھنی ہے...

اس لئے اس نے سارے خاندان والوں کو ادھر جمع کیا ہے۔“

بڑی سی چھت پر لگے شامیانے کے نیچے پہلی کرسیوں پر بیٹھی دو عورتوں کی

بات پر خالدہ بیگم کے کان کھڑے ہو گئے تھے اور وہ پوری طرح ان کی بات پر

متوجہ ہوئی تھی۔

"کون سے بیٹے کیلیئے؟“ دوسری عورت نے پوچھا۔

”وہی...جس پر اسے بڑا غرور ہے۔“ پہلی والی عورت نخوت سے بولی۔

”یعنی وہ سڑا ہوا...بدمزاج اسفندیار؟“ دوسری عورت پوچھنے لگی۔

”ہاں ناں...بس ڈی پی او ہی تو ہے...ورنہ بات تو کرتا نہیں بس چیختا چلاتا

رہتا ہے...“

”ہاں ناں...سنا ہے اس کی یہاں کے ایم پی اے سے بھی ٹھن گئی ہے۔

‘‘پہلی عورت رازداری سے بتانے لگی۔

"ہاں... تبھی تو اس کا ٹرانسفر کیا جا رہا ہے۔" دوسری والی بولی۔

’’بہت چڑچڑا اور بد دماغ ہے۔‘‘

خالدہ اٹھ کر ادھر ادھر اپنی لڑکیوں کو دیکھنے لگی۔ ’’پتا نہیں کہاں ہیں وہ نمونیاں!‘‘ وہ بڑبڑاتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ سیڑھیوں پر صفائی ہو رہی تھی۔ ایک دروازے پہ منہ بسورتی دری کھڑی نظر آئی۔ ’’تم لوگ ہو کہاں؟

‘‘آتے ہی سوالوں کے توپ شروع!

"یہیں ہیں۔ اور کہاں ہوں گے؟‘‘ اس نے دوپٹہ سامنے کر کے جلا ہوا کپڑا چھپایا تھا۔

"یہ بے بی اور روحی کدھر ہیں؟" پھر ایک نیا سوال۔

’’وہ کمرے میں ہیں۔‘‘ اس نے بتایا تو خالدہ بیگم اندر جھانک کر دیکھنے لگی۔ روحی کے کپڑے بدلے ہوئے اور اسے منہ بسورتے دیکھتی اس کی طرف بڑھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یااللہ میں کیا کروں؟ایک اپنے کپڑے جلا کر آئی ہے،اور دوسری اپنے کپڑے ابٹن میں لتھ پتھ کر کے آئی ہے۔اوپر رسمیں چل رہی ہیں اور ہم ان کے کپڑے بدلوا رہے ہیں..."بے بی نے سر پکڑ کر کہا تھا۔

"ذرا بھی عقل نہیں ہے ان لڑکیوں میں۔"خالدہ انہیں گھورنے لگی۔"... بس پین کیک چائے میں ڈبو ڈبو کر کھانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔"خالدہ نے سر پیٹا۔

"صبح سے چائے نہیں پی... پین کیک تو دور کی بات ہے۔"دری کا دکھڑا جاگ گیا تھا۔

تبھی عباد پلیٹ میں کھانا لئے چلا آیا تھا۔

"ارے آپ یہاں کھڑی ہیں... میں کب سے آپ کو ادھر ادھر ڈھونڈ رہا ہوں۔"وہ کہہ رہا تھا۔

دری بے حد شرمندگی سے اسے دیکھ رہی تھی کہ چائے والی بات بھی اس نے سن لی تھی۔(اب چائے ہی نہ بنا کر لے آئے۔اسے اب فکر لگ گئی تھی۔)

”آئیں آکر کھانا کھالیں۔“ وہ کمرے میں داخل ہوا تو سب کو پہلے سے ہی وہاں دیکھ کر ٹھٹک کر رکا اور بولا۔ ”مجھے پتا ہوتا آپ سب لوگ یہاں ہیں تو میں سب کیلئے لے آتا مگر کوئی بات نہیں... میں ابھی جا کر لے کر آتا ہوں۔“ وہ پلیٹ کو ٹیبل پر رکھ کر بولا تو بے بی اس کی غلط فہمی دور کرتے بولی۔

”ہم سب مہمانوں کے ساتھ ہی کھائیں گے، تم فکر نہ کرو۔“

”ٹھیک۔“ وہ پلٹ کر جانے لگا جبکہ بے بی دری کو گھورنے لگی۔

”ہمیشہ بیچ میں، میں کیوں پھنس جاتی ہوں؟“ دری، بے بی کی گھوریوں کی تاب نہ لاتے ہوئے سر کھجا رہی تھی۔

☆...☆...☆

”آپ یہاں نہیں آسکتے کیونکہ یہ خالص عورتوں اور لڑکیوں کا فنکشن ہے۔

“

لڑکوں کے جھنڈ کو سیڑھیاں چڑھتے آتا دیکھ کر مٹھی ان سب سے مخاطب ہوئی۔ کسی بھی لڑکے کو اندر آنے سے روکنے کیلئے، امل نے مٹھی کو دروازے پہ

پہرے دار کی طرح کھڑا کیا تھا۔

"اوہو ہو ہو! تو...؟" سب کے آگے آتے لڑکے نے بڑی دلچسپی سے اسے دیکھا اور پوچھا تھا۔

"تو کیا؟"

"تم منع کرو گی تو کیا ہم منع ہو جائیں گے؟" اس کا انداز چڑانے والا تھا۔ "ہمارا گھر ہمارے مہمان، ہماری شادی، تم کون...؟" وہ اسے لتاڑتا پوچھ رہا تھا۔

"دیکھو! مجھے دلہن کی بہن نے یہاں کھڑا کیا تھا، اور مجھ پہ اعتماد کر کے ہی اتنی بڑی ذمہ داری دی گئی ہے، اب یہ میرا فرض ہے کہ میں یہ ذمہ داری اپنی جان پر کھیل کر بھی پوری کروں۔" وہ ڈٹ گئی۔

"اوہو... تو جان پر کھیل جائے گی بچی۔" اس نے اپنے دوستوں کے ہاتھ پہ ہاتھ مار کر ہنستے ہوئے کہا۔ پھر مٹھی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔ "تو... شوق سے مر جاؤ!" وہ اسے بازو سے پکڑ کر سامنے سے ہٹاتے، کس ڈھٹائی سے آگے

بڑھا اور مٹھی اس کی جرات پر منہ پھاڑے اسے دیکھتی رہی۔ لڑکے ہنستے آگے بڑھتے ہوئے اسے دیکھ رہے تھے۔ اور وہ لڑکا دو انگلیوں سے پستول بنا کر اس پہ نشانہ لگاتا مسکرا رہا تھا۔

☆...☆...☆

"اوہو سیفی پٹ! تھوڑا تو خیال کر لیتے... تمہاری بہن کی شادی ہے... اور تم ہو کہ مہمانوں کے سامنے برس پڑے وہ بھی مہمان پر!"

ثمینہ بیگم، نہائے صاف ستھرے بیٹے کو دیکھ کر سمجھانے لگی۔

خوبصورت جوان بیٹا جو اتنے اچھے عہدے پر فائز تھا' مگر بدمزاجی اور بے حد سخت دل انسان، جس کو کوئی رشتہ دینے کو تیار نہ تھا۔ مینو' پہلے ہی پریشان تھی کہ آج کے واقعے نے اسے مزید پریشان کر دیا تھا۔

"تو اب ان رسموں کو کرنا ضروری ہے...؟ آپ جانتی ہیں ناں مجھے ابٹن مہندی تیل سے نفرت ہے، اور پیلے کلر سے بھی... تو کیوں پورا گھر پیلے گیندے کے پھولوں سے سجایا ہے...؟ کیوں لڑکیاں پیلے رنگ کے کپڑے پہنے گھوم رہی

ہیں...؟سارے گھر میں ابٹن تیل مہندی کی بو کیوں پھیلی ہوئی ہے...؟آپ جانتی ہیں مجھے ایلرجی ہیں ان سب سے۔" وہ تولئے سے بال رگڑتے ہوئے بول رہا تھا جبکہ غصہ ناک پہ دھرا ہوا تھا۔

"پٹ ! ایسے نہیں کرتے، انہی رسموں سے ہی تو شادی کی رونقیں بڑھتی ہیں۔دیکھ اتنے مہمان آئے ہیں...اور پہلی شادی ہے...اور اللہ کے فضل کرم سے جس کو دعوت دی وہ سب آئے ہیں...کچھ دن برداشت کرو...ان سے ملو...ان کا خیال کرو...سب کیا کہیں گے...اتنا مغرور ہے وحید صاحب کا بڑا بیٹا...؟"

"مائے فٹ !" وہ دانت پیستے بولا۔

"ایسا نہیں کہتے۔پٹ ایسا نہیں کہتے۔دیکھو سب آئے ہیں...دیکھو کوئی لڑکی پسند آئے شاید !" وہ جھجکتے کہتے رکی۔

"واٹ...؟"

"آہستہ آہستہ !" انہوں نے ہاتھ اٹھا کر سمجھایا۔

"آپ کیا کہہ رہی ہیں میں ان رشتے داروں کی لڑکیوں سے شادی کروں؟

نو وے۔" اس نے قطعی انداز میں کہا اور پرفیوم چھڑکنے لگا۔

"آئے ہائے ماں کتھے پہنچوں متھو پھاڑیاں۔(میں کہاں جا کر اپنا سر پھاڑوں؟)" ثمینہ ماتھا پکڑ کر رہ گئی۔"اچھا مت کرو شادی...پر غصہ مت کرو۔ پلیز!" اب انہوں نے ہاتھ جوڑتے منت کی تو اسفند کو جیسے رحم سا آ گیا۔

"او کے او کے۔" وہ ان کے جڑے ہاتھ تھامتا بولا۔

"ٹھیک ہے تو آ جاؤ...اور سب کو سلام کرو۔" وہ جاتے جاتے ہدایت دینا نہ بھولی تھی۔

☆...☆...☆

"سجل نے میک اپ کچھ زیادہ ہی گہرا نہیں کر دیا ہے؟"

دلہے کی ماں نے آتے ہی دلہن کو دیکھ کر تبصرہ کیا تھا۔"ابھی پچھلے ہفتے ہی عصمت باری درس میں بتا رہی تھیں کہ عورت کی بے جا نمائش اور زیبائش اس کی بربادی کا سبب بنتی ہے۔"

صفورا بیگم اور خالدہ بیگم ان کی بات سن کر حیران ہی رہ گئی۔

مینو کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بجلی خود کو سوال کرنے سے روک نہ سکی۔ "اب دلہن کیا میک اپ بھی نہ کرے...؟"

دلہن کی ماں نے اپنے عبائے کا اسکارف ٹھیک کرتے کہا۔ "ارے میک اپ کرنے سے کون منع کر رہا ہے...؟ میں تو یہ کہہ رہی ہوں کہ عورت کی جو نمائش ہونی چاہیے وہ اپنے شوہر کیلئے ہونی چاہیے، مگر توبہ استغفر اللہ میں کہنا نہیں چاہتی مگر آج کل کی دلہنیں تو دلہنوں کی طرح تیار ہی نہیں ہوتی بلکہ طوائفوں کی طرح تیار ہوتی ہیں، اور یہ جو آدھی آستین والی قمیض یہاں کی لڑکیاں پہنی دکھائی دے رہی ہیں ناں... یہ ہمارے گھر کی عورتیں نہیں پہنتی۔"

"تو کیا تمہارے گھر کے مرد پہنتے ہیں...؟" بجلی نے جتاتے ہوئے پوچھا۔

ویسے بجلی نے صحیح ہی تو کہا تھا، مگر وہ ساری عورتیں توبہ توبہ کرنے لگیں۔ "ویسے برا نہ منائے گا مگر آپ سب نے بہت ہی برے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔" بجلی طنز کرتے بولی۔

"اصل میں اسی نمود و نمائش کی وجہ سے یہ تباہیاں آئی ہیں... یہ زلزلے...

یہ جھٹکے... یہ سونا میاں..." دلہے کی ماں ابھی شروع ہی ہوئی کہ بجلی نے بات کاٹتے کہا۔

"بہن برا نہ ماننا... تمہارا باقی کا درس میں گھر پہ آ کر ہی سن لوں گی۔" بجلی بھڑک کر بولی تو ناچاہتے ہوئے بھی صفورا اور خالدہ بیگم کو ہنسی آئی۔ان سب ملانیوں کے منہ اتر گئے تھے۔

سجاوٹ دیکھنے لائق تھی،ہاں البتہ چلتی پھرتی لڑکیوں کے کپڑے اور ادائیں، دلہے والی عورتوں کو ایک آنکھ نہ بھا رہیں تھیں۔

"توبہ توبہ !"عصمت باجی کے تو منہ سے ورد ہی جاری تھا، جس کو دیکھو دیکھی باقی عورتیں بھی توبہ توبہ کرنے لگیں تھی۔اسٹیج کے ساتھ سب سے بہترین جگہ پر ان کو بٹھایا گیا تھا، مگر یہاں بھی اعتراض!

"کیوں یہ جگہ پسند نہیں آئی...؟"مینو نے حیرت سے پوچھا۔

"جگہ تو اچھی ہے...اور کھانے کا انتظام بھی یہاں سے باآسانی ہو سکتا ہے مگر یہاں سے ہر کسی پہ نظر پڑ رہی ہے اور جیسے یہاں لڑکیوں کے رنگ ڈھنگ ہیں...

www.novelsclubb.com

میں یہاں پانچ منٹ بھی نہیں بیٹھ سکوں گی۔" دلہے کی ماں بولی تو عصمت باجی نے کہنی مار کر اشارہ کیا۔ دلہے کی ماں، عصمت باجی کا اشارہ سمجھتے ہوئے بولی۔ "آپ بھی بولیں۔"

بجلی نے منہ بگاڑا۔ عصمت باجی بولنے لگی۔

"بہن اصل میں تو دنیا صرف دھوکہ ہے جہاں سب کچھ فانی ہے... یہ تو ہم بڑوں کا فرض ہے کہ اپنی آنے والی نئی نسل کو تبلیغ کریں کہ یہ فیشن اور سنگار سب شیطانی آلے ہیں۔ انہی شیطانی آلات کی وجہ سے کہا گیا ہے کہ عورتیں ہی زیادہ جہنم کا ایندھن بنے گیں۔" ساری عورتیں جہنم سے پناہ مانگنے کھڑی ہو گئیں۔ "... اس لئے میں کہہ رہی ہوں کہ پہنے اوڑھنے سے زیادہ اعمال کی درستگی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ کپڑے اور فیشن تو یہیں کہ یہیں رہ جائیں گے۔"

"ارے بہن کپڑوں سے اتنی ہی ایلرجی ہے تو پہنا ہی چھوڑ دو۔" بجلی نے جل کر کہا تو عصمت باقی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"لحاظ بھابھی لحاظ!" دلہے کی ماں بولی۔ مینو، بجلی کو گھسیٹتی کہیں اور کو لے

گئی۔

"یہ سب تو ہماری برداشت سے باہر ہے۔" کسی عورت نے دلہے کی ماں سے کہا تھا۔

"برداشت سے تو میری بھی باہر ہے مگر صبر کرو... فی الحال کسی مصلحت کے تحت میں بھی خاموش ہوں... بس ایک بار کھانا لگ جائے... وہ تسلی سے کھالیں... پھر دیکھو میں کرتی کیا ہوں۔" دلہے کی ماں ابھی بتا ہی رہی تھی کہ تبھی کچھ ایسا ہوا کہ وہ ساری عورتیں اپنے اپنے منہ چھپانے لگیں۔

☆...☆...☆

"اوہو تمہیں ایک کام کہا تھا، تم سے وہ بھی نہیں ہوا۔" امل اس کے سر پہ کھڑی بگڑ رہی تھی۔

"میں نے کیا کیا؟" مٹھی کی معصومیت دیکھنے لائق تھی۔

"یہ لڑکے سارے اندر کیا کر رہے ہیں؟" امل نے ان لڑکوں کی طرف اشارا کیا تھا۔

"وہ میں نے ان کو روکا تھا۔۔۔پر۔۔" وہ منمنائی۔

"یہاں سب بی بیاں ہیں پاگل۔۔۔ناراض ہو رہی ہیں۔" امل ماتھا پیٹتی بولی۔ "لگتا ہے ماما کو بلانا پڑے گا۔"

امل کچھ سوچتی آگے بڑھی تو وہ بھی جلدی جلدی سیڑھیاں اتر آئی اور سیڑھیوں کے ساتھ والے کمرے میں گھس کر، دروازے کے ساتھ چھپ گئی۔ جھانک کر باہر دیکھنے لگی۔ اسے ڈر تھا کہیں ڈانٹ ہی نہ پڑ جائے۔ وہ باہر جھانک کر دیکھ رہی تھی جب کسی نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ ڈر کر چیخ کر، بھاگنے کو تھی کہ کسی کے مضبوط ہاتھوں نے اسے پکڑ کر جکڑ کر سر دیوار سے لگا دیا۔۔اور مضبوط ہاتھ نے اس کے منہ کو بند کر دیا۔ وہ خوف سے پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگی، جہاں لمبا چوڑا، خوشبوؤں سے بسا، سفید لٹھے کی شلوار قمیص پہنے وہ شخص خونخوار نظر سے اسے گھور رہا تھا۔

☆...☆...☆

"لونڈے نہ ہوئے امراؤ جان ہو گئے جن کے مجرے منعقد کئے جا رہے

ہیں۔توبہ توبہ!“

دلہے کی طرف سے آئی کسی عورت نے اعتراض اٹھایا تھا،جب مایوں کے فنکشن میں لڑکوں کے آنے سے بدمزگی بڑھی تھی۔

ثمینہ بیگم تک معاملہ پہنچا تو وہ بھاگی چلیں آئی۔بھانت بھانت کی بولی بولی جارہی تھی۔سبھی ہی اپنے پوائنٹ آف ویوز بتاتے جارہے تھے۔عورتیں ثمینہ بیگم کو بتارہیں تھیں،اور ثمینہ بیگم،امل کو ڈانٹ رہی تھیں اور امل دہائیاں دے رہی تھی کہ اس نے مٹھی کو وہاں کھڑا کیا تھا لڑکوں کو روکنے کیلئے مگر وہ روک نہیں سکی۔

اس سارے شور میں کسی کی کہی بات،کسی کے کان میں پہنچ نہیں رہی تھی پر امل کی بات،بے بی کے کان میں پہنچ گئی تھی اور وہ ادھر ادھر دیکھتی بڑبڑائی۔

”مٹھی کی بچی!تمہاری خیر نہیں۔“وہ آگے بڑھی۔

مٹھی تو نظر نہیں آئی البتہ روحی منہ بسورے نظر آگئی جو لان کے پرنٹڈ سوٹ میں ملبوس سب سے چھپتی پھر رہی تھی۔اس نے ایک تو سادہ سا سوٹ پہنا تھا اوپر

سے اس وحشی کی ڈانٹ بھی کھائی تھی۔اس لئے اس کا موڈ آف ساد کھائی دیتا تھا۔ ''مٹھی کہاں ہے؟'' بے بی نے پوچھا۔

''پتا نہیں۔''روحی نے لاعلمی سے جواب دیا۔

''مجھے لگتا ہے ہم ادھر چھپن چھپائی کھیلنے آئے ہیں،بس ایک دوسرے کو ڈھونڈتے ہی رہتے ہیں۔'' بے بی اکتا کر کہتی سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔

''گھر بھی تو اتنا بڑا ہے، سمجھ ہی نہیں آتا کمرے کہاں ہیں اور لوگ کہاں۔''روحی، بے بی کے پیچھے لپکی۔

''خالہ بھابھی بھی نظر نہیں آرہی پتا نہیں کدھر ہیں۔''اب بے بی کو فکر لگ گئی۔

''وہ تو ثمینہ چاچی کے دیور کی بیوی کے ساتھ تھیں۔''

''ثمینہ چاچی کا دیور تمہارا چاچا ہی ہوا۔'' بے بی نے گھورا۔

''ایک تو اتنے رشتے دار ہیں سمجھ ہی نہیں آتا کون سا رشتے دار ہے۔''روحی نے کہا۔''آج تک تو ہمیں ہی پتا نہیں چلا کہ ہمارا باپ کون ہے، چاچا کون ہے،

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پھوپھو کون ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

اف ایک تو یہ سیڑھیاں چڑھ کر اتر کر ہم مر ہی جائیں گے۔" بے بی ڈھیر ساری سیڑھیاں اتر کر ہانپنے لگی تو رک گئی۔

"آپ یہیں رکیں، میں دیکھ کر آتی ہوں۔" روحی کہتی آگے بڑھی۔ پھر اسی جگہ واپس آکر کھڑی ہوئی کہ بے بی نے اسے چوٹی سے کھینچ کر واپس کھینچ لیا تھا۔

"ہاں تاکہ میں تم دونوں کو پھر سے ڈھونڈتی پھروں۔ ہیں ناں؟" بے بی غصہ ہوئی اور روحی منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔

"چلو مل کر ڈھونڈتے ہیں۔" بے بی بولتی آگے بڑھی تھی۔

وہیں سامنے والے کمرے میں، دروازے کے ساتھ والی دیوار پر آنکھیں پھاڑے دیکھتی مٹھی خوف میں مبتلا تھی۔ وہ باہر سے آتی آوازوں کو سنتے ہونٹوں پر انگلی رکھے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے اس شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کے منہ پہ ہاتھ رکھے، اسے دبوچے کھڑا تھا۔

وہ ہاتھ سے اشارے کرتے ہوئے اسے کچھ سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی

www.novelsclubb.com

مگر وہ مسلسل اسے دیکھ رہا تھا۔ باہر کی آوازوں کے دور چلے جانے پر مٹھی نے ہاتھوں سے اس شخص کو مکا مارا تو وہ جلدی سے دور ہوا۔

وہ گہرے سانس لیتے ہوئے نیچے بیٹھ گئی۔

''کون ہو تم؟ اور میرے کمرے میں کیا کر رہی ہو؟'' وہ ڈپٹ کر پوچھ رہا تھا۔

''مٹھی... مٹھی۔'' وہ بمشکل بول پائی۔

''مٹھی... کیا مٹھی؟ کچھ مٹھی چیز کھانی ہے؟'' وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگا۔

''نہیں! میں مٹھی ہوں... دادو سے آئی ہوں۔'' ڈرتے ڈرتے بتانے لگی۔

''کیا ہمارے سارے رشتے دار دادو میں رہتے ہیں؟'' چڑ کر پوچھنے لگا۔

''نہیں! ہم لوگ صرف دادو سے آئے ہیں۔'' وہ ہم لوگ پہ زور دیتے بولی۔

''تم لوگ دادو سے آئے ہو؟''

''جی! ہم لوگ دادو سے آئے ہیں۔'' اس نے دانت پیستے پھر بتایا۔

''تم لوگ دادو سے آئے ہو...؟ میں یہ نہیں پوچھ رہا ہوں۔ میرے کمرے

میں کیوں آئی ہو یہ پوچھ رہا ہوں۔" وہ پولیس والوں کی طرف ڈپٹ کر سوال کر رہا تھا۔

"بس میرا دماغ خراب تھا جو میں ادھر آ گئی۔" وہ منہ بنا کر باہر دیکھ رہی تھی۔

"کسی سے چھپ رہی ہو؟" وہ غور سے دیکھتے پوچھ رہا تھا۔

وائٹ پنی ورک کا وائٹ کرتا، وائٹ کیپری، گلے میں رنگ برنگی دوپٹہ پہنے، بال کھولے، ہلکا میک اپ کیئے وہ سادہ اور اچھی لگ رہی تھی۔

"وہ امل ہے ناں اس سے۔" وہ گھبرا کر بتانے لگی۔

"امل سے کیوں؟"

"وہ غصہ ہو رہی تھی۔ میں نے کچھ نہیں کیا تھا... پھر بھی۔" وہ سادگی سے بتانے لگی۔ "وہ لڑکے مان ہی نہیں رہے تھے، وہ اندر گھس آئے تو میرا کیا قصور ؟" اس نے معصومیت سے کہا تو وہ اسے آنکھیں جھپکے بغیر دیکھے گیا۔

اس لڑکی نے نہ مہندی لگائی تھی، نہ ابٹن نہ پیلا جوڑا۔ اس لئے وہ اسے دلچسپی

www.novelsclubb.com

لگی تھی اور وہ اسے دیکھ کر دلکشی سے مسکرایا تھا۔

یہ وہی لڑکی تھی، جو صبح اسے باغ میں بھی نظر آئی تھی۔

☆...☆...☆

لڑکوں کو بھگا دیا گیا تھا۔

دلہے کی طرف سے آئی عورتوں کے منہ بگڑے ہوئے تھے۔

ان کے بگڑے منہ دیکھتے ہوئے مینو پریشان تھی، کہ کوئی نیا ہنگامہ ہی شروع نہ ہو جائے۔اوپر سے وہ دلہے کی ماں کو دل سے دعائیں بھی دے رہی تھی کہ چلو جو بھی ہے.... کم از کم دلہے کی ماں نے اتنا سب کچھ ہو جانے کے بعد بھی خاموشی سے کام لیا ہوا تھا۔(ان کو کہاں پتا تھا کہ یہ طوفان سے پہلے والی خاموشی تھی... یا یوں کہا جائے کہ یہ کھانے کے وقت سے پہلے کی خاموشی تھی۔)

کھانا لگوایا جارہا تھا۔دولہے کی طرف سے آئی تمام عورتیں بڑی ڈھٹائی کے ساتھ سارا کھانا ٹھوسے جارہیں تھیں۔وہیں ناہید باجی، بے بی سے بات کر رہی تھی۔

"تم یقین نہیں کرو گی بے بی مگر تمہیں اتنا مطمئن اور خوش دیکھ کر میں بہت خوش ہوں... ورنہ ایک بوجھ سا تھا کہ بھائی اور بھابھی نے جو تمہارے ساتھ کیا کہیں تم..."

"زیادہ نہ سوچیں ناہید باجی! آپ جانتی ہیں کہ میں چاہ کر بھی ان سے کبھی ناراض نہیں رہ سکتی۔" بے بی نے انہیں تسلی دی۔ "ہاں کبھی سوچا کرتی تھی کہ میں یہ سب deserve تو نہیں کرتی تھی مگر پھر اپنے ارد گرد دیکھتی تو لگتا.. شاید اللہ نے یہی سب میرے لئے لکھا تھا... کہ میں کبھی اس گھر سے نہ جاؤ جہاں میں ساری عمر رہی ہوں... نصیب میں ہی تھا کہ میں اپنی بھتیجیوں کے ساتھ رہوں..."

www.novelsclubb.com

"...مگر میں نے سنا تھا کہ شادی بھی تو ہوئی تھی تمہاری...! اور بیٹی بھی ہے۔"

"ہاں شادی تو ہوئی... اور اشرف کے ساتھ میں نے وہ چار سال بہت اچھے سے گزارے... پھر ان کی ایک دھماکے میں شہادت ہو گئی اور میں پھر اپنے

بھائیوں کے پاس آگئی۔اس وقت اشعر اور ہیر بہت چھوٹے تھے۔"

"ہیر نام ہے تمہاری بیٹی کا...؟"ناہید باجی نے دلچسپی سے پوچھا تو بے بی نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں...وہ یہیں کہیں ہو گی میں ابھی آپ کو اس سے ملواتی ہوں۔"

بے بی نے لڑکیوں کے جھرمٹ میں اپنی بیٹی ہیر کو ڈھونڈنا چاہا مگر وہ کہیں دکھائی نہ دی، مگر پھر اس نے کسی دوسرے کونے میں دیکھا تو وہ وہاں دکھائی دی۔"وہ ہے میری بیٹی!"بے بی نے اس لڑکی کی طرف اشارہ کیا تو ناہید باجی نے اس کی طرف دیکھا۔

"ماشاءاللہ!اسے بلاؤ تو!"

"ہیر!"بے بی نے بلایا تو وہ جو کونے میں سب سے بے نیازی کھڑی تھی، منہ بناتی ہوئی بے بی کی طرف آئی۔"یہ ہے میری بیٹی ہیر...اور اسے ہم سب پیار سے منھی بلاتے ہیں۔"بے بی نے کہا تو ناہید باجی نے اس کو محبت پاش نظروں سے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ! بہت پیاری بیٹی ہے تمہاری...اور آج کی تقریب کے مناسبت سے تو بہت مختلف لگ رہی ہے۔"

"ہاں پیلا رنگ اسے سخت ناپسند ہے تو اس لئے سفید رنگ پہن لیا ہے۔" بے بی نے منہ بناتے کہا کہ دری اور روحی نے تو جیسے تیسے مایوں کی تھیم کے حساب سے کپڑے پہن لئے تھے مگر مٹھی ایسی اڑیل ہوئی بالکل بھی اپنی بات سے پیچھے نہ ہٹ کر اس نے سفید جوڑا پہن لیا تھا۔اس لئے بھی وہ تمام لڑکیوں سے بہت مختلف لگ رہی تھی۔

☆...☆...☆

"کھانا لگ چکا ہے۔آ کر کھالیں۔"

چھت پر لگے ٹینٹ کے دوسری طرف کچھ لڑکوں کے ساتھ بیٹھا گپ شپ کرتا وہ نظر آ گیا تھا۔دری، لڑکوں کے جھرمٹ میں کھڑے اس بھوکے لڑکے کو دیکھ کر اس کے سر کھڑی یہ کہہ رہی تھی، کہ اسی لڑکے کی وجہ سے وہ عباد کے سامنے شرمندہ ہوئی تھی،اور وہ شرمندگی اس کے سر پہ سوار ہو گئی تھی۔دری کھانا

پکا اُس لڑکے کیلیئے رہی تھی اور عباد، دری کو بھوکا سمجھ کر کھانا دے کر گیا تھا، پھر بے بی نے بھی تب سے اس سے بات نہ کی تھی، اس لئے وہ بولائی بولائی پھر رہی تھی۔

”میرا نام حاشر ہے۔“اس نے تعارف کروایا۔”نام تو سنا ہو گا۔“

”نہیں...!“

”نہیں...؟“وہ بڑبڑایا، پھر مسکرا کر پوچھنے لگا۔”تم نے اپنا نام نہیں بتایا دری...؟“

”دری...!“اس نے جھٹ اپنا نام بتایا تھا۔

حاشر اس کا ہاتھ تھام کر زور سے ہلاتے بولا۔”آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔

“

www.novelsclubb.com

”...اوہو! چھوڑو میرا ہاتھ گندے۔“اس نے ہاتھ چھڑا کر دوپٹے سے صاف کرتے، چڑ کر کہا تو وہ حیران سا اسے دیکھنے لگا۔”دو گھنٹے سے بھوکے بیٹھے ہوئے تھے ناں...اب کھانا لگ گیا ہے تو کھا کیوں نہیں رہے۔اب بھوک نہیں لگ رہی...؟“وہ جھنجھلا کر پوچھنے لگی۔

"بھوک تو پہلے بھی نہیں لگ رہی تھی... وہ تو عباد کا دل خراب کرنا تھا... تم سے۔"

اس نے جھک کر سرگوشی کی تو وہ اچھل ہی تو پڑی تھی۔

"کیا مطلب؟"

"اپنا دل آ گیا ہے تم پر... جب سے دیکھا ہے تمہیں۔"

"تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے۔" دری نے سنبھلتے ہوئے کہا تو حاشر نے سر نفی میں ہلایا۔ جب چاچی ثمینہ، عباد سے کہہ رہی تھیں تو میں نے خود اپنے نیک کانوں سے سنا تھا کہ اس لڑکی کو دیکھنا، اچھی لگے تو بتانا... تمہارے لئے رشتہ مانگ لوں گی۔ تو کیا میں ایسا ہونے دیتا...؟ نہیں۔ میں ایسا ہونے دینا نہیں چاہتا تھا اس لئے میں نے تمہیں کچن دکھایا اور عباد کو بھی کچن میں بھیجا کیونکہ اسے بھوکے اور شادیوں پہ کھانوں پر ٹوٹ پڑتے لوگ بالکل بھی پسند نہیں۔"

اس نے آرام سے بتایا تو وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھنے لگی۔ پھر جب بات سمجھ میں آئی تو چلائی۔ "مجھے تمہاری کسی بات کا یقین نہیں۔" وہ اسے گھورتی...

چل دی۔

"ہمیں یہاں بلا کر پوسٹ مارٹم کیا جارہا ہے۔ بیٹوں کو دکھایا جارہا ہے۔ ہنہ! "وہ بڑبڑاتی واپس اندر کے حصے میں آئی۔"... پہلے لڑکیوں کے گھروں میں جا کر لڑکیوں کو دیکھا جاتا تھا۔ خوب خاطر تواضع کروائی جاتی تھی... اور اب مفت میں اپنی شادی میں رشتے داروں کو بلا کر ان کی لڑکیوں کو دیکھا جارہا ہے۔ اچھا مذاق ہے...!"

وہ بڑبڑاتی عورتوں کے شامیانے میں آئی اور دور کھڑی روحی اور مٹھی کو دیکھنے لگی۔"اب دکھاتی ہوں میں اپنے پھوہڑپن کا جادو...!"

وہ اب چہرے پہ ہاتھ پھیر کر حاشر سے نبٹنے کی تیاری کر رہی تھی۔

☆...☆...☆

شادی کے کچھ عرصے بعد ہی بے بی کے شوہر ایک بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے۔ بچے چھوٹے سے تھے لہذا دونوں بھائی اس کو واپس قریشیز لے آئے تھے۔ تب سے وہ اور اس کے دونوں بچے یہیں، باقی بچوں کے ساتھ رہے تھے۔

سب کی اولادیں سانجھی تھیں، اس لئے کوئی کسی کو ماں باپ کہتے ہی نہیں تھے۔ ناشاد صاحب 'سب (جس میں ان کی اولادیں فرجاد، نادرین (دری) اور فرہاج بھی شامل تھے...) کے لئے تایا ابا تھے، جب کہ شاہزاد صاحب 'سب کیلئے چھوٹے چاچا۔ اب شاہزاد صاحب کی سگی اولادیں تھیں سائرہ، مائرا اور روحانے (روحی) مگر وہ بھی شاہزاد صاحب کو چھوٹے چاچا ہی بلاتے تھے۔ بالکل اسی طرح خالدہ بیگم چھوٹی بھابھی... صفورا اپنی اولادوں کیلئے بھی بڑی بھابھی تھی۔ یہی قصہ اشعر اور ہیر (مٹھی) کے ساتھ بھی تھا جو اپنے ابا کو سب سمیت "اشرف صاحب" کہتے تھے اور اپنی دادی کو دادی کہتے تھے... مطلب دادی بھی سانجھی ہی ہوئیں تھیں۔

دادی کا قصہ بھی عجیب ہی تھا۔ کہتے ہیں دادی باہر بہت کم نکلتی تھیں، صرف ضرورت کے وقت... مگر برا ہوا اس دن کہ گلی سے نکل کر جو ہوٹل تھا، وہاں ایک خود کش حملہ ہوا... جس میں پہلے ہی اشرف صاحب بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اسی دھماکے میں دادی بھی شہید ہو گئیں تھیں، مگر گھر کے باقی بچوں کیلئے بھی یہ بات قابل غور تھی کہ ضرورت کے وقت نکلنے والی دادی، اس دن کیوں ہوٹل پہ موجود

تھیں...؟ کیا وہ چائے پینے کیلیئے نکل آئیں تھیں...؟ کیونکہ اشرف صاحب تو کسی دوست کے ساتھ وہاں چائے پینے کیلیئے بیٹھے تھے... سنتے ہیں کہ دادی کو چائے کا نشہ تھا... اور شاید اس دن بے بی نے ان کو چائے نہ بنا کر دی ہو... تو وہ ہوٹل نکل گئی ہوں...

خیر جو بھی تھا... مگر اشعر اور ہیر کے علاوہ بھی وہ سب کی دادی تھیں۔ اس طرح اشعر اور ہیر اپنی ماں نایاب کو سب کی طرح صرف "بے بی" ہی بلاتے تھے۔

اتنی کم عمری میں بھی بے بی کی خوبصورتی کو دیکھتے ہوئے اکثر رشتے آئے مگر بے بی نے دوسری شادی سے صاف انکار کر دیا تھا۔ بے بی اسکول ٹیچر تھیں، لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ دو بچوں کی ماں ہے۔ اس لئے بھی وہ تینوں اسکول میں بے بی کی بھتیجیاں مشہور تھیں۔ جانتے تھے کہ ہیر یعنی مٹھی بے بی کی بیٹی ہے، مگر پھر بھی وہ تینوں بے بی کی بھتیجیاں ہی مشہور تھیں۔ بے بی، تینوں لڑکیوں کے ساتھ کمرے میں رہتی تھی۔ تینوں لڑکیوں کے ساتھ اسکول کالج جاتی... واپس آتی۔ وہ اپنی

زندگی آرام سے گزارتی تھی۔ شوہر کا گھر کرائے پہ چڑھایا ہوا تھا... شوہر کی پینشن بھی ملتی تھی اور اپنی نوکری کی تنخواہ بھی بہت تھی۔ کچھ سر ٹیفیکیٹ بھی لے رکھے تھے، جس سے کچھ اضافی پیسے ملتے تھے اور بچت بھی ہوتی تھی، کچھ بھائیوں کو بھی دیتی تھی مگر وہ لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے تھے۔ وہ کچھ بلز وغیرہ کی ادائیگی کر دیتیں ورنہ ان پیسوں سے سب کو کچھ نہ کچھ لے کر دے دیتی تھی، نہیں تو لڑکیوں کی فرمائشیں ہی پوری کر دیتیں تھیں۔

☆...☆...☆

"اس مہمان لڑکی کو اسفند بھائی کے کمرے میں کس نے بھیجا تھا...؟"

"میں نے تو نہیں۔" یاسر نے معصومیت سے کہا تھا۔

عباد لائن میں کھڑے تمام لڑکوں اور شانزے کو دیکھ کر صبح کے واقعے کے اوپر تفتیشی انداز سوال پوچھتا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ سب اب جا کر اس کے ہاتھ آئے تھے۔ "شانزے!" عباد نے اسے گھورا، تو وہ ہکلائی۔

"میں نے ن...ن.......نہیں..."

"میں نے خود دیکھا تھا تم وہاں موجود تھی۔" عباد نے سختی سے پوچھا۔

"میں نے تو اسے بجلی کے کمرے میں بھیجا تھا۔" وہ جلدی سے نئی کہانی کو ترتیب دیتے بولی۔

"ناشتہ دے کر...؟" عباد نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں... وہ بجلی کا ناشتہ تھا... پر وہ 'غلطی' سے اسفند بھائی کے کمرے میں چلی گئی..."

"پہلی بات کہ غلطی نہیں غلطی ہوتا ہے.... دوسری بات کہ تم لوگ کب سے بجلی کا اتنا خیال رکھنے لگے... کہ اسے جوس، آملیٹ، پراٹھا فرائی مچھلی کا ناشتہ بیٹھے بٹھائے کمرے میں پہنچانے لگے... جبکہ تم لوگوں کا بس چلے تو تم لوگ بجلی کا گھر میں داخلہ ہی بند کروا دو۔" عباد نے باری باری سب کو گھورا۔

"سوری عباد!" دانش نے کہا تھا۔

"تم کیوں سوری کر رہے ہو..؟" عباد نے دانش کو گھورتے پوچھا تھا۔

"... کیونکہ اسفند بھائی کو غصہ دلانے کا ہم سب نے پلان بنایا تھا... اور ہم

کامیاب ہوئے۔" دانش ہنستا کہتا بھاگا تو شانزے اور یاسر بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ حاشر جواب تک خاموش کھڑا تھا، عباد کے سامنے آ کر بولنے لگا۔

"ویسے تمہارے پیٹ میں بڑے مروڑ اٹھ رہے ہیں مہمان لڑکی کیلئے۔" پھر اس کی آنکھوں میں جھانکتے بولا۔ "یہ مروڑ صرف پیٹ میں ہے یا دل میں بھی کچھ کچھ ہو رہا ہے۔" اس نے ہاتھ اٹھا کر ہوا میں انگلیوں سے کولن بنایا۔

"شٹ اپ...!" وہ اسے گھورتا، آگے بڑھا۔

"تمہاری جان چھڑوا رہے ہیں ان نکمے رشتے داروں سے... اگر ان سے شادی وادی ہو گئی ناں تو سر پکڑ کر روگے ساری زندگی۔" حاشر اس کے ساتھ چلتے بولا۔

"ان کے ساتھ شادی کرنے کی مجھے کوئی ضرورت نہیں۔" عباد نے کہا۔

"کسی کا جادو ودو چل گیا ناں تو تو کچھ نہیں کر پائے گا میرے دوست۔" حاشر اس کے سامنے آ کر، الٹے پیر چلتے ہوئے اسے جتا رہا تھا، تو عباد اسے گھورتا، اسے سامنے سے ہٹاتا آگے بڑھا۔ "...تب یہ دوست ہی ہے جو تمہیں اس کالی بلا سے

باہر نکالے گا۔" حاشر نے مسکراہٹ دبائی تھی۔ عباد اسے اگنور کرتے ہوئے اب سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔ "...جب بھی جہاں بھی ہو مجھے آواز دینا... میں دوڑا چلا آؤں گا۔" حاشر نے کہا جبکہ عباد سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ سر کھجاتا پیچھے مڑا، اور سامنے گیلری میں کھڑی چھوٹے بچوں کو دیکھتی دری کو دیکھ کر فوراً اپنا حلیہ درست کیا۔ جیب سے پرفیوم نکالی، خود پر چھڑکی، ٹانگیں اٹھا کر پیروں اور جوتوں کو چھڑکیں، پھر اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر بلیک چشمہ نکالا اور اسے آنکھوں پر اسٹائل سے رکھتا اس کی طرف بڑھا۔

☆...☆...☆

امل اکتا کر دلہے کی طرف سے آئی ان عورتوں کو دیکھ رہی تھی، جو اسٹیج سے دلہن کو اٹھا کر، وہاں سے صوفے میز اٹھوا کر اب نماز پڑھنے کیلئے صفیں بچھا کر ساری عورتوں کو نماز کیلئے بلا رہی تھیں۔

"توبہ ہے...! یہ عورتیں سمجھتی ہی نہیں کہ نیل پالش اور میک اپ میں نماز نہیں ہوتی... پھر اس وقت ہم نماز کیسے پڑھ سکتے ہیں...؟" فضیلہ بھابھی نے ایک

اہم مسئلہ مینو کے کان گزار کیا مگر مینو پریشان ان کو دیکھ رہی تھی۔

"...مگر یہ بات میں نے ان سے کہی تو یہیں کوئی نیا درس شروع ہو جائے گا۔" مینو نے بے بسی کی حدوں کو چھوتے صبر سے کہا تھا۔

مایوں کے چھوٹے سے فنکشن میں ہی اتنا سب کچھ ہو چکا تھا کہ اب کوئی اور بدمزگی شاید وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی، اس لئے وہ بس بنا سوچے سمجھے کہہ رہی تھی۔ "...ابھی ایسی ہی نمازیں پڑھ لو..اللہ معاف کرنے والا ہے... معاف کر دے گا... مگر عورتیں اب اتنی بھی کم عقل نہ تھیں کہ وہ یونہی صف نمازی پر کھڑی ہو جاتیں۔ آخر شرع کا مسئلہ تھا...

"اپنی نمازوں کی ایسی Publicity کرتے ہیں...یوٹیوبرز بھی اپنی Videos میں sponsors کی publicity نہیں کرتے ہوں گے۔" بجلی کی بات بھی اپنی جگہ صحیح تو تھی۔

امل اور شانزے ساری صورتحال دیکھ رہیں تھیں جب کسی کی آواز آئی۔ "بہن! نماز کا وقت نکلا جا رہا ہے، آئیں نماز پڑھ لیں۔" ایک عورت نے امل

نے کہا تو امل نے ششدر اس عورت کو دیکھا جو پتا نہیں کون ہی تھی۔

"جی میں...؟" وہ نا سمجھی سے بول پڑی، مگر شانزے نے جلدی سے بات سنبھالنے کیلئے کہا...

"جی آپ چلیں... ہم آتے ہیں۔"

"کیا مطلب آتے ہیں...؟" عورت تپے ہوئے انداز میں بولی۔"... نہیں مطلب کہ ساری فضولیات، تفریح کیلئے ہمارے پاس وقت ہے مگر اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے ہمارے پاس نماز پڑھنے کا وقت نہیں ہے۔" اس عورت نے تو لیکچر ہی جھاڑ دیا۔ "ارے روز محشر میں... قیامت والے دن... اللہ تعالٰی نے یہ نہیں پوچھنا کہ بندے... بتا دنیا میں کتنی تفریح کی۔ کتنی فضولیات کی۔" عورت اب باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگاتے بولی۔ "بہن معلوم بھی ہے کہ روز محشر سب سے پہلا سوال ہی نماز پر ہونا ہے۔" شانزے تو بغلیں جھانکنے لگی۔ وہیں امل کا منہ غصے سے لال ہو گیا۔

"پہلی بات... میں تمہاری بہن نہیں۔ اور دوسری بات مجھے اتنا جاہل سمجھ لیا

ہے کیا؟" وہ پھٹ کر بولی۔ "...اور اللہ میری نمازوں کا سوال مجھ سے کریں گے ناں... آپ سے تو نہیں جو آپ کو اتنی فکریں کھائی جا رہی ہیں۔" سچی بات تھی کہ سجل، امل دونوں سمیت گھر کے سب بچے بھلے ہی پابندی سے نمازیں نہ پڑھتے ہوں، مگر پڑھتے ضرور تھے... اور دینی تعلیم کی بنیادی باتیں بھی بخوبی جانتے اور دین کو سمجھتے تھے۔ 'پتا نہیں کون' والی عورت اس کے انداز پہ افسوس کرتے ہوئے بولی۔

"چچ چچ چچ! بہت غلط کر رہی ہو۔ اگر کوئی نیکی کی تلقین کر رہا ہو تو اس کی نیت دیکھنی چاہیے۔"

"میری نیت، میری نیت... آپ کی نیت آپ کی نیت!" امل، اس کی بات پہ اور غصے میں آ گئی۔ ویسے بھی وہ ان عورتوں کی وجہ سے خاصی چڑی ہوئی تھی کہ اس نے بہن کی شادی کے حوالے سے کیا کیا پلان بنائے ہوئے تھے، ان عورتوں نے اس کے سارے خواب چکنا چور کر دیئے تھے۔ اکلوتی بہن کی شادی کون سی بار بار ہونی تھی۔ "..اور ویسے بھی میں آپ کے کہنے سے نماز نہیں پڑھوں گی... میں

www.novelsclubb.com

اللہ تعالیٰ کے کہنے پر پڑھوں گی... اور اپنی یہ غلط فہمی دور کر لیں کہ وہ مجھے بلاتا نہیں..."

شانزے بات سنبھالتے ہوئے بولی۔"امل کوئی بات نہیں... چار فرض پڑھ لیتے ہیں۔"

"چار فرض کیوں...؟" وہ عورت باقاعدہ چلائی۔"عشاء کی سترہ رکعتیں ہوتی ہیں۔"

"میں تو اس لئے کہہ رہی تھی کہ ابھی چار فرض پڑھ لے، باقی نماز رات کو دیر سے۔جب فارغ ہو جائے۔"شانزے نے وضاحت دی مگر وہ عورت تو اس کی بات سن کر ہنس ہی پڑی۔شانزے نے عجیب انداز میں پہلے اس عورت کو دیکھا پھر امل کو۔امل غصہ ضبط کئے کھڑی تھی۔وہ عورت ہنس کر فارغ ہوئی تو بولی۔

"اچھا مجھے ایک بات بتاؤ... جب ہم لوگ!" وہ عورت بول کر استغفار کرنے لگی۔"استغفر اللہ میں خود کو کیوں آپ لوگوں میں شامل ہو رہی ہوں۔" وہ خود کو بحث سے نکال کر ان دونوں کو دیکھ کر بولی۔"جب آپ لوگ ٹی وی یا کیبل

پر کوئی فضول سی، فحش سی فلم دیکھ رہے ہوتے ہیں تب کبھی سوچا کہ ابھی تھوڑی دیکھ لیتے ہیں... باقی رات کو دیکھ لیں گے؟'' وہ اپنا مدعا سمجھانے کے بعد تصدیق لینے کیلئے شانزے سے پوچھ رہی تھی۔ ''پوری دیکھتے ہیں ناں؟'' شانزے نے سن کر متھا بھی اثبات میں ہلایا۔ ''تو نماز آدھی کیوں؟'' وہ پھر درس دینا شروع ہو گئی۔ ''جو راستہ بھاگتا ہوا جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے، اس پر چلنے سے ہچکچاہٹ نہیں... مگر جو راستہ اللہ تعالیٰ کی خوبصورت جنت میں لے کر جا رہا ہے... اس پہ چلنے کیلئے اتنی بہانے بازیاں...''

یہ باتیں بھی اپنی جگہ درست تو تھیں۔ کون کافران باتوں سے انکاری تھا؟

''نماز نکل رہی ہے۔'' امل نے دانت پیستے کہا۔

''تبلیغ کا اپنا ثواب ہے۔'' وہ عورت من موجی انداز میں بولی۔ ''اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے تبلیغ سے۔ مگر ٹھیک ہے بقول آپ کے، آپ لوگوں نے خود ہی جب اللہ کو حساب دینا ہے تو شوق سے دیجئے گا۔ مگر میں جب نماز پڑھوں گی... میں تو سب کو ساتھ چلنے کا کہوں گی کیونکہ یہ میری ڈیوٹی ہے، کیونکہ میں اللہ کی

بندی ہوں اور یہ ڈیوٹی خوشی خوشی ادا کروں گی بھلے کسی کو برا لگے یا چاہے کوئی مجھے گولی مار دے۔"

وہ کہتی اسٹیج کے اوپر چڑھ گئی مگر دور تک امل نے اس کو گھور کر دیکھا تھا۔

"وہ تھی کون جو مفت میں اتنا درس دے گئی...؟" شانزے پوچھ رہی تھی۔

☆...☆...☆

وہ دلہے کی طرف سے آئی عورتوں کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دیکھتی کڑھ رہی تھی۔ اسے بچے بالکل بھی پسند نہیں تھے، اور بچوں کی امائیں اسے بچوں کا خیال رکھنے کا کہہ کر پتا نہیں کدھر چلی گئیں تھیں۔ بچے کبھی دیوار پر چڑھ رہے تھے، کبھی کرسیوں پر، کبھی جنگلے پر کبھی چھوٹی دیوار پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔ چھوٹی چھوٹی چیزوں پر لڑتے وہ بچے پانچ چھے سال کے معلوم ہوتے تھے۔

اب ایک فٹ بال ملا تھا جس پر وہ تینوں لڑ رہے تھے۔ لمبی راہداری اور گیلری میں گھمسان کی جنگ چھیڑے بیٹھے تھے۔ وہ شکل بگاڑے ان بچوں کو دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر حاشر پر پڑی۔ کالے شلوار قمیص پر کالے خان جوتے، کالی

www.novelsclubb.com

گھڑی اور کالا چشمہ پہنے وہ مسٹر خان بنا چلا آ رہا تھا۔ حاشر کو دیکھ اس کا مزید موڈ خراب ہوا، اور مڑ کر دوسری طرف چہرہ کر کے کھڑی ہو گئی۔

حاشر' آ کر اس کے پاس کھڑا ہوا، پر وہ انجان بنی پتا نہیں کہاں... اور کیا دیکھ رہی تھی۔ حاشر نے پہلے اسے، پھر اس دیوار کو دیکھا جس پر وہ نگاہیں جمائے ہوئے تھی۔ اس کے سامنے ہاتھ ہلایا، کھنکھارا پھر کھانسا پر نو لفٹ! اس کے اندر کی انا پرستی جاگی۔

اس نے کان کے پاس گھس کر زور سے السلام علیکم کہا۔

''آہستہ!'' دری نے ناگواری سے کان میں انگلی گھسا کر کہا۔ ''بہری نہیں ہوں۔'' وہ رخ موڑ کر کھڑی ہوئی۔

''اندھی تو ہو۔'' حاشر بڑبڑایا۔ ''تم یہاں کیا کر رہی ہو...؟'' وہ پوچھنے لگا۔ ''کہیں بچہ اغوا کرنے کا ارادہ تو نہیں ہے۔'' وہ مشکوک سے انداز میں دری کو دیکھنے لگا۔

''اللہ نہ کرے... ایسے سڑے ہوئے بچے میں کیوں اغوا کرنے لگی؟'' اس

www.novelsclubb.com

نے موڈ بگاڑا۔

''اتنے پیارے تو ہیں۔'' حاشر نے جھک کر ہاتھ بچوں کی طرف بڑھایا۔ ''ہیلو بچوں....'' بچوں نے پہلے اس کو دیکھا، پھر ایک نے زبان نکال کر منہ چڑایا۔ دوسرے نے 'چل بے...' کہا۔ تیسرے نے آنکھیں دکھائی تو وہ اپنا سا منہ لیکر سیدھا ہوا۔

''پیارے ہیں ناں؟'' دری نے طنز کا تیز چلا کر چھلنی کیا۔

''ہاں... مصروف ہیں تھوڑا کھیلنے میں۔'' وہ رخ موڑ کر اپنے منہ سے بے آواز گالیاں نکال کر واپس اس کی طرف مڑا جو اپنے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ ''اب ان بچوں کا خیال رکھنا میں چلتی ہوں۔'' وہ کہتی یہ جا وہ جا۔

''ابے گدھوں... میری عزت کا فالودہ کر کے رکھ دیا۔ ابھی تم لوگوں کو پکڑ کر نیچے پھینکتا ہوں۔'' وہ کہتا بچوں کی طرف لپکا تو سارے بچے شور مچاتے اندر کی طرف بھاگے۔

☆...☆...☆

اللہ اللہ کر کے دلہے والوں کے جانے کے بعد...اصل فنکشن شروع ہوا تھا۔ پھولوں سے سجے جھولے پر، سجی سنوری بیٹھی سجل ہلکا سا مسکراتی، تمام عورتوں اور لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی، جو رسموں کے لئے جمع ہو رہیں تھیں۔ مینو، ناہید باجی، بجلی، فضیلہ کے بعد صفورا اور خالدہ نے ہلدی کی رسم ادا کی تو اب باری بے بی کی آئی۔ بے بی کا نام سنتے ہی بجلی بولی۔

''کیا کسی بیوہ کا اس رسم میں حصہ لینا ضروری ہے؟''اس کا کاٹ دار جملہ سب کو ہی ناگوار گزرا تھا، بے بی نے جھجکتے ہوئے رسم ادا کرنے سے انکار کیا تو مینو نے کوئی خاص نوٹس نہ لیا...اور باقی عورتوں کو رسم کیلئے بلانے لگی۔ یہ بات بے بی کو ہرٹ کر چکی تھی مگر اس نے کسی کو ظاہر نہ کیا تھا۔ رسمیں جاری تھیں۔ دلہن نے اپنے بازوؤں سے چوڑیاں نکال کر سب کو ایک ایک دو دو پہنائیں۔ زلو کے بازوؤں میں نہ گئیں تو اس نے ہاتھ میں چوڑی پکڑ لی۔ کہتے ہیں مایوں کی دلہن کی چوڑیاں کنواری لڑکیوں کو پہنائی جائیں تو ان کی شادیاں جلدی ہوتی ہیں...اور یہ اس

خاندان کی ایک رسم تھی۔ حاشر بھی سجل کی بنی ہوئی ابٹن لے لے کر خود کو تھوپ رہا تھا۔ یہ بھی ایک کہاوت تھی کہ دلہن کی ابٹن لگانے سے لڑکوں کی شادی بھی جلدی ہوتی ہے۔ اس لئے سبھی لڑکے، تقریب میں گھس آئے تھے، اور خوب شور شرابا کر کے رسمیں ادا کر رہے تھے۔

رسموں کے بعد سجل اب امل، ردا، زلو اور شانزے کو دیکھ رہی تھی جو "اے منھنجا ماڑھورا..." گانے پر لہک لہک کر ڈانس کر رہی تھی۔ چاروں طرف کھڑی لڑکیاں عورتیں تالیاں بجا کر ساتھ دیں رہیں تھیں۔ بلاشبہ انہوں نے بہت اچھے خوبصورت ڈریسز پہنے ہوئے تھے۔ فل کانفیڈنس سے وہ ہنسی مسکراتی اچھی لگ رہیں تھیں۔ بے بی کو ہمیشہ ایسی پر اعتماد لڑکیاں متاثر کرتیں تھیں۔ وہ بھی شروع سے ایسی ہی تھی۔ پر اس نے اپنے دائیں بائیں بیٹھیں دری، مٹھی اور روحی کو افسوس سے دیکھ کر منہ بسورا۔

"اس زمانے میں ایسی بے وقوف لڑکیاں کہاں سے آ گئیں تھیں؟"

لڑکیوں کے ڈانس کا ایک اسٹائل تھا۔ ایک گانے پہ دو لڑکیاں آ کر ڈانس کر

تیں پھر گانا ختم ہوتا اور دوسری لڑکیاں آجاتیں۔ پھر ایک جیسا ڈانس کرتیں۔ گانے کے آخر تک وہ سبھی ایک ساتھ ڈانس کرنے لگیں۔ توسجل کے اشارے پر شانزے بے بی کی طرف آئی اور اس کا ہاتھ تھام کر اسٹیج پر لے جانے لگی۔ پھر امل بھی ان تینوں لڑکیوں کو اٹھا کر بیچ میں لے آئی۔ ان تینوں نے کبھی ڈانس نہ کیا تھا، لہذا وہ سب جھجک کر ایک طرف ہی کھڑیں رہیں۔ گول گول گھومتے، بے بی اور امل کو دیکھ کر انہی کے انداز میں کچھ نہ کچھ کرنے کی کوشش کر رہیں تھیں (مگر وہ ڈانس تو بالکل بھی نہ تھا...)۔ منٹھی موبائل ہاتھ میں لئے، دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اپنی لمبی چوٹی لہراتی (جو تقریب کے حساب سے امل نے زبردستی کروائی تھی)... گول گول گھومتی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آتا، آستین چڑھاتا اسفند اسے دیکھ کر ایک لمحے کو رکا۔ وائٹ کپڑوں پر ملٹی رنگ کا دوپٹہ پہنے وہ ڈانس کرتی اسے بے خود کر گئی تھی۔

وہ سب بھول گیا۔ وہ ایک گوشت پوشت کا جذبات رکھنے والا انسان تھا۔ نازک صنف اسے بھی اٹریکٹ کرتی تھی، مگر کبھی اسے اس طرح خوش گوار سی

محسوس نہ ہوئی تھی جو اس لڑکی کو دیکھ کر وہ آج محسوس کر رہا تھا۔ آفس میں بہت ساری ماڈرن این جی اوز، سیاست دان کچھ عورتوں سے اس کی میل ملاقاتیں تھیں پر کسی میں وہ بات نہ تھی جو وہ اس عام سی لڑکی میں محسوس کر رہا تھا۔ سادہ سی، خوبصورت نین نقش اور معصومیت...

"ارے ارے تم لوگ کدھر؟" اسٹیج پر حاشر کچھ لڑکوں کے ساتھ چڑھ آیا تھا، اب سجل کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔ امل اسے گھور رہی تھی۔ سب کے آجانے سے دھکم پیل شروع ہوئی۔ لڑکوں کے بیچ میں آنے سے مٹھی اور روحی گھبرا گئیں تو وہ کھسک کر ایک دوسرا کا ہاتھ تھام کر دھکم پیل سے باہر نکلنے کی کوشش کرنے لگیں، مگر جھٹکے سے مٹھی کا ہاتھ چھوٹ گیا اور روحی نے بے دھیانی سے اس کی چوٹی کو پکڑا اور سے کھینچتے باہر لے کر آئی۔

"شکر ہم تو نکل آئے۔" روحی نے کہتے ہی چوٹی چھوڑی اور مٹھی کی طرف دیکھا۔ مٹھی تو نظر نہ آئی مگر اس کی چوٹی فرش پر بے آبرو پڑی ہوئی تھی۔ وہ حیران ہو کر کبھی چوٹی کو دیکھی تو کبھی بھیڑ میں ہی کھڑی مٹھی کو... جو اسے خونخوار

نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

☆...☆...☆

رات کو دیر تک خوب رونق رہی، اور مٹھی کی چوٹی کا خوب مذاق بنا، لیکن وہ تو اچھا ہوا کہ کسی کو پتا نہیں چلا کہ وہ پراند کس کا تھا۔ بس اس پراندے کا خوب مذاق اڑایا گیا۔ مٹھی بڑے اسٹائل سے اپنے بال سیٹ کرتے ہوئے اس بھیڑ سے نکلنے کی کوشش کرتی رہی پر یہ بات اور تھی کہ کچھ لوگوں کو پتا تھا کہ یہ پراندہ کس کا ہے، جس میں اسفند بھی شامل تھا۔

☆...☆...☆

''میں تو اب کبھی نہیں آؤں گی یہاں!''

مٹھی منہ دھو کر کمرے میں بیٹھی بور ہو رہی تھی۔

''تو ڈھنگ سے باندھنی تھی ناں چوٹی۔'' بے بی نے ڈانٹا۔

''وہ لڑکا ہی چھچھورا ہے۔'' مٹھی نے حاشر کو سوچ کر دانت کچکچائے۔

''اب اتنا بھی نہیں تھا۔'' دری منہ ہی منہ میں منمنائی۔ خاندان کے ان

سڑے ہوئے بچوں سے بچانے والا وہی تو تھا۔

"کسی اینگل سے سارا کیا دھرا اسی کا ہے۔" مٹھی بولی۔ "اب سب کے سامنے میں کون سا منہ لے کر جاؤں گی...؟"

"ظاہر ہے یہی بوتھا لے کر جاؤ گی...اور کون سا Spare(فالتو) میں پڑا ہوا ہے؟" دری بولی۔

"ویسے تو وہ ڈی پی او بڑے غصے اور دبدبے والا بنتا ہے مگر کیسے مسکرا رہا تھا۔ اگر جو ڈانٹ لیتا اسے بدتمیزی کرنے پر تو کیا ہو جاتا...؟" مٹھی منہ لٹکا کر بولی۔

"چلو چھوڑو... کوئی بات نہیں۔ دیکھا نہیں سب کتنا خوش ہو رہے تھے۔" بے بی نے اسے در گزر کرنے کی نیت سے کہا۔ "اور کسی کو خوشی دینا، بہت بڑی عبادت ہوتی ہے۔"

"ہاں! اپنا مذاق بنوا کر خوشی دینا عبادت نہیں لطیفہ ہوتا ہے۔" مٹھی جلی۔

"ویسے اچھا لگ رہا تھا ڈی پی او صاحب!" بے بی نے تبصرہ کیا تھا۔

"ویسے پتا ہے اس کے لئے ثمینہ لڑکی دیکھ رہی ہے۔" خالدہ نے سونے کی

چوڑیاں اتار کر پرس میں رکھتے اطلاع دی۔

"اچھا... اللہ معاف کرے پتا نہیں کس کے نصیب پھوٹنے والے ہیں۔

" مٹھی اچھلی۔

"اونہو! ایسا نہیں کہتے۔" بڑی بھابھی نے کانوں سے جھمکے اتارتے ہوئے سرزنش کی۔

"...ویسے اچھا ہے.. جس لڑکی کی اس سے شادی ہو گی۔ عیش کرے گی۔"
خالدہ بیگم نے کہا تو ساری لڑکیاں منہ بنا کر انہیں دیکھنے لگی۔

"ہر گز نہیں روز مرے گی روز جئے گی۔" مٹھی نے تبصرہ کیا۔"اس سڑے ہوئے آدمی سے شادی کر کے سڑی ہوئی زندگی گزارنی پڑے گی. جو بھی ہو گی وہ بے چاری...۔" مٹھی کو مستقبل کی مسز ڈی پی او سے ابھی سے ہمدردی ہونے لگی تھی۔

"اب ایسا بھی نہیں ہے۔ اتنی عالیشان زندگی ہے... مینو کی مثال دیکھ لو... کتنا خوش ہے..." خالدہ بولی تھی۔

”کتنا سونا پہنا ہوا تھا... چوڑیاں، پنجے، دھری، کڑے۔“ بڑی بھابھی بولی۔

”سونا کسی کی خوشی کی ضمانت تو نہیں ہوتا۔“ بے بی ہلکے سے بولی۔

”بالکل ٹھیک۔“ روحی نے تائید کی۔

”ائی! ہم اپنے گھر کب جائیں گے؟“ مٹھی بولی۔

”گھر میں کون سا خزانہ پڑا ہے جو تم نے گھر جانا ہے؟“ روحی نے گھر کا۔

”بوٹیاں، مغز، مونڈھی، پائے، کلیجی... کیا خزانے سے کم ہے؟“ مٹھی نے آنکھیں ٹپ ٹپا کر کہا تو صفورا بیگم کو غصہ آیا۔

”بس ہر وقت کھانے کا سوچنا۔ کبھی کھانے کے علاوہ تم کچھ مت سوچنا۔“

”ویسے صحیح بات ہے کہ اپنا گھر تو اپنا ہوتا ہے... جب دل کیا چائے بنا کر پی لی... جب دل کیا کباب بنا لئے... جب دل کیا کیک کھا لئے۔“ روحی اپنے چائے کیک کو بہت زیادہ مس کر رہی تھی، تبھی آہ بھر کر بولی۔

دروازے سے گزرتا عباد ٹھٹک کر رکا تھا۔

”قریشیز کو کھانے کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔“ وہ زیر لب بڑبڑاتا ہوا کمرے سے

دور جانے لگا جب سامنے سے شانزے آئی۔ ”تم کدھر...؟“ وہ پوچھنے کھڑا ہو گیا۔

”وہ امل کا سخت موڈ خراب ہے۔“ شانزے نے فکر مندی سے بتایا تو عباد نے پوچھا۔

”وہ کس لئے...؟“

”وہ اس لئے کہ دولہے والوں کی عورتوں نے ساری تقریب خراب کر دی تھی۔ اس کو چِل کرنے کیلئے میں نے اور ردا نے سوچا ہم کل کی مہندی پر کرنے والے ڈانس کی آج پریکٹس کریں تا کہ اس کا موڈ ٹھیک ہو جائے۔“ شانزے مدعا رکھتے ہوئے بولی۔

”...تو یہ تو اچھا ہے مگر یہاں کہاں جا رہی ہو؟“ وہ دیکھ سکتا تھا کہ شانزے کی شاہی سواری قریشیز کے کمرے میں جانے کیلئے رواں دواں تھی۔

”ہم سب لڑکیاں جمع ہوں گی تو میں دری، روحی اور منٹھی کو بلانے آ گئی۔“

”مجھے حیرت ہو گی اگر وہ تمہارے ساتھ جائیں گی... کیونکہ میں نے تو اب

www.novelsclubb.com

تک ان کو بس کھانے پینے کیلئے لڑتے مرتے دیکھا ہے۔" وہ بلا وجہ ہی طنز کشی کر تے بولا تو شانزے نے نا سمجھی سے پوچھا۔

"میں آپ کی بات سمجھی نہیں۔"

"رہنے دو اور جاؤ۔" وہ آگے بڑھ گیا تو شانزے نے کاندھے اچکائے اور سامنے والے کمرے میں دستک دینے لگی۔

☆...☆...☆

"ہم تو چلے پردیں ہم پردیسی ہو گئے

چھوٹا اپنا دیس، ہم پردیسی ہو گئے"

امل سب لڑکیوں کو چھت پہ جمع کر کے پریکٹس کر رہی تھی۔ امل اس گانے پر ڈانس کر کے اپنے اسٹیپس سیکھ رہی تھی۔ شانزے نے تالیاں بجا کر اسے داد دی تو مٹھی بھی تالیاں بجانے لگی۔

"اب کون؟" امل نے پوچھا تو زلوا اٹھ کر بولی۔

"میں...۔"

وہ اٹھ کر بیچ میں کھڑی ہوئی تو یاسر نے ڈیک چلایا۔

"تم ہی میرے مندر، تم ہی میری پوجا"

زلوا بھی ٹھمکے لگانا اسٹارٹ کر ہی رہی تھی کہ ٹھمکا مارتے مارتے رکی۔"یہ کون سا گانا چلا دیا...؟"

"سوری سوری۔"یاسر جلدی سے ڈیک بند کرتے بولا،اور دوسرا گانا چلانے لگا۔

"یہ گلیاں یہ چوبارہ...یہاں آنا نہ دوبارہ...

اب ہم تو بھئے پردیسی...کہ تیرا یہاں کوئی نہیں..."

زلو نے ڈانس کیا تو سب نے داد دی۔واقعی اس نے اچھا ڈانس کیا تھا۔وہ ڈانس مکمل کر کے بیٹھی۔پھر ردا کی باری آئی۔ان سب گانوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک میش اپ بنایا گیا تھا۔الگ الگ گانے پہ سب کو الگ الگ ڈانس کرکے، آخر میں ایک گانے پر سب مل کر ڈانس کرنے والے تھے۔سارے گانے لڑکیوں کی آواز میں تھے۔ردا کے بعد شانزے میدان میں آئی۔

''پردیسیا...

پردیسیا یہ سچ ہے پیا...

سب کہتے ہیں، میں نے تجھ کو دل دے دیا...

میں کہتی ہوں تو نے میرا دل لے لیا...''

سب سے زیادہ مزہ شانزے کی ڈانس پر آیا تھا۔ تیز میوزک، خوبصورت اسٹیپز... سب نے خوب تالیاں بجائی اور اوئے اوئے کے نعرے بھی بلند کئے۔ گانا ختم ہوا تو شانزے بھی بیٹھی، تبھی تیز گانے کی آواز پر سب چونک کر یاسر کو دیکھنے لگی جس نے لڑکے کی آواز میں گانا چلا دیا۔

کوئی پردیسی آیا پردیس میں...

دیس بنایا...پردیس میں...

''تمہیں کہا تھا ناں کہ صرف لڑکیوں کی آواز والے گانے چلانا۔'' امل چیختی ہوئی یاسر کی طرف بڑھی۔ یاسر نے گھبرا کر ڈیک کے اسپیکر پر کان رکھ دیئے۔

''یہ نہیں بج رہا۔'' اس نے کہا، اور سب نے آواز کی طرف غور کرتے

www.novelsclubb.com

ہوئے اوپر دیکھا جہاں حاشر اپنی چھت (جو ڈی پی او ہاؤس کی چھت سے ذرا اونچی تھی) پر کھڑا، ہاتھوں میں ڈیک لئے ان کو دیکھ رہا تھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" امل نے چیخ کر کہا، کہ میوزک کے شور میں اس چھت پہ کھڑے حاشر تک آواز بھی پہنچ جائے۔

"ڈانس سیکھنے آیا ہوں۔" وہ دانت نکال کر بولا تھا۔

"مایوں تو خراب کر دی ہماری، مگر مہندی میں تمہیں ہر گز خراب کرنے نہیں دوں گی۔" امل نے پہلے ہی خبردار کر دیا۔

"ارے کزن... میں مہندی کی رونق کو چار چاند لگا دوں گا۔" حاشر، اسپیکر کا آواز ذرا کم کرتے ہوئے بولا تھا۔

"مہندی کے فنکشن کو چار چاند نہیں لگوانے کیونکہ یہاں چار چاند پہلے ہی موجود ہیں۔" امل کا اشارہ یقیناً خود کے بعد شانزے، زلو اور ردا کی طرف تھا۔

شانزے نے بڑھ کر پوچھا۔

"حاشر بھائی! آپ نے میرا ڈانس دیکھا؟"

www.novelsclubb.com

"ہاں دیکھا۔" وہ ریلنگ پر کہنیاں رکھ کر مزے سے نیچے جھکتے ہوئے بولا۔... بلکہ سب ڈانس دیکھے... اس لئے کہہ رہا ہوں کہ کسی کو تو اچھا ڈانس کرنا چاہئے... مگر تم لوگ مجھے بلا ہی نہیں رہے۔" اس کی بات سن کر امل کا منہ ہی کھل گیا۔

"دیکھو تو کتنا بد تمیز ہے۔"

"پھر میں آجاؤں؟" وہ اس کی بات مکمل نظرانداز کرتے ہوئے بولا۔

"کوئی ضرورت نہیں..." امل نے کہا پھر لڑکیوں سے بولی۔ "آؤ لڑکیوں ہم کہیں اور چلتے ہیں۔" ابھی وہ سب اپنا اپنا سامان اٹھا ہی رہیں تھیں کہ دانش بھاگا آیا۔

"امل!" سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ "تمہیں چاچی (مینو) بلا رہی ہے۔"

"کیوں خیریت؟" امل اس کی بوکھلاہٹ پر بولی تھی۔

"مسئلہ ہو گیا ہے۔" دانش کا اڑا اڑا رنگ دیکھ امل کو پریشانی نے گھیرا۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

لڑکے والے ناراض ہو گئے تھے۔

یہ بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔ ناراضگی کی وجہ ایک نہیں... تین تین ایشوز تھے۔

ایک تو لڑکے والے پردے دااااار' تھے اوپر سے سارے لڑکے عورتوں میں گھس آئے تھے۔ خوب گانے بجانے ہوئے تھے۔

دوسرا اس لڑکے کی دوائی کی دکان تھی... جس کو پتا نہیں کس نے دوائی فروش کہہ دیا تھا۔ سننے میں آیا ہے کہ بجلی ہی اس پوری کارستانی کے پیچھے تھی۔

اور تیسرا... گاڑی غلط جگہ پارک کرنے پر ڈی پی او صاحب نے لڑکے کے بہنوئی کی اچھی خاصی بے عزتی کر دی تھی۔ (بہنوئی صاحب کھانا لینے کیلئے آدھمکے تھے۔) لہٰذا دلہے والے کھاپی کر... پھر منہ بناتے دفع ہوئے تھے اور پیچھے سے انہوں نے وحید صاحب کو فون کر کے اچھی خاصی سنائی تھی جس کی وجہ سے وحید صاحب نے پریشانی میں اپنے سارے بیٹوں اور بیٹی کو بلوایا اور وہ سب ایک بڑے

سے کمرے میں گھس کر بیٹھ گئے تھے۔ بجلی اور مینو بھی وہیں موجود تھیں۔ دروازہ کھلا تھا تو باہر تمام آوازیں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔

"تمہیں اپنے غصے پر کنڑول کرنا چاہئے تھا۔" وحید صاحب، اسفندیار سے مخاطب تھے۔

اسفندیار ہمیشہ سے خاموش طبع، نیک دل اور مشکل پسند انسان تھا۔ شروع سے ہی محنت کر کے، اپنے بلبوتے پہ اس مقام تک پہنچا تھا۔ نہ وہ کسی کے دباؤ میں آتا تھا، نہ کسی کی سنتا تھا۔ لہذٰا بہت اکڑو مشہور تھا۔ وحید صاحب سمجھاتے تھے... سرکاری نوکری میں تھوڑا بہت مارجن دینا پڑتا ہے پر اس کے ناک پر ہر وقت غصہ دھرا رہتا۔ جس کی وجہ سے وہ ہر دو تین مہینے سے بعد سپنڈ ہو جاتا۔ ابھی وہ کسی طور بھی یہ ماننے کو تیار نہ تھا کہ اس کی کوئی غلطی بھی تھی۔ "میں نے کیا کیا؟" وہ حیران ہوا۔

"سن رہے ہیں آپ... ان لوگوں کو گیٹ آؤٹ کہنے والا... ان کو دھکے دے کر نکالنے والا اب کہہ رہا ہے کہ میں نے کیا کیا۔" مینو نے جل کر کہا اور سر

پکڑ کر بیٹھ گئیں۔ قصہ کچھ ایسا تھا کہ عورتوں کو لینے کے بہانے دولہے کا بہنوئی یہاں پہنچ گیا تھا۔ عورتوں کو بلوانے سے پہلے اس نے کھانا پیک کرنے کا حکم دے ڈالا۔ ٹھیک ہے... کھانا مانگ لینا کون سی ایسی عجیب بات ہے...؟ وہ تو اس نے بے دھیانی میں گاڑی غلط جگہ پارک کر دی اور اس کی بد قسمتی کہ ڈی پی او صاحب کا وہاں سے گزر ہوا۔ بیچ راہ میں کھڑی گاڑی دیکھ اس نے اس اجنبی شخص کو بے عزتی کر کے، باقاعدہ گیٹ آؤٹ کہہ کر باہر نکال دیا۔ اب اس میں اسفند کا کیا قصور تھا؟

”کل صبح ہوتے ہی تم ان لوگوں سے معافی مانگنے جاؤ گے۔“ وحید صاحب نے حکم دیا، تو وہ اٹل انداز میں بولا۔

”نو وے!“

”اسفند! بہن کی شادی کا سوال ہے۔ پرسوں اس کی شادی ہے۔ اگر وہ بارات نہ لائے تو کیا منہ دکھائیں گے لوگوں کو... کون سجل سے شادی کرے گا۔“ مینو نے پریشانی سے کہا۔ اور بھرا بھرا دوپٹہ سر پہ لپیٹ کر باندھ دیا۔

”مائے فٹ!“ اسفند بڑبڑایا۔ ”آج اگر ہم ان کے سامنے جھک گئے تو وہ

ساری عمر ہمیں اپنی مرضیوں کے آگے جھکاتے رہیں گے۔ اچھا ہے خود ہی دفع ہو گئے۔" وہ غصے سے بولا تھا۔

"یا اللہ مجھے صبر دے۔" مینو کو ہول آنے لگے جبکہ ان کے ساتھ کھڑی امل ان کا سر دبانے لگی۔

اتنی مشکل سے تو رشتہ ہوا تھا۔ کیا کیا پاپڑ نہیں بیلے تھے، تین دکانیں، گاڑی، ساس کے علاوہ، نندوں کو سونے کے سیٹ، کپڑے، مردوں کو لیپ ٹاپ اور گھڑیاں دیں تھیں تب جا کر وہ خوش ہوئے تھے۔ ابھی تو یہ بات اسفندیار کو پتا نہ تھی ورنہ وہ پتا نہیں کیا کرتا۔ شکر تھا۔ مینو غصے میں کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

"اسفند... تم جا رہے ہو۔"

"کہاں؟" وہ ایک ابرو چڑھا کر وحید صاحب کو دیکھنے لگا۔

"محجوب صاحب کے گھر... ان سے معافی مانگنے۔" وحید صاحب نے غصے سے کہا تو اسفندیار پیر شیخ کر کہا۔

www.novelsclubb.com

"ہر گز نہیں۔" وہ باہر نکل گیا۔

"اسفند!" وحید صاحب نے غصے سے پکارا مگر وہ دروازہ کھولتا باہر نکلا تو سارے رشتے داروں کو دروازے کے پاس منہ گھسائے دیکھ کر انہیں گھورنے لگا تو وہ سب ادھر ادھر ہونے لگے۔

"یہ سب ابٹن گرنے کی بد شگونی ہے۔ دروازے کے سامنے کھڑی اصغری بولی تو بے بی اپنے ساتھ کھڑی روحی کو گھورنے لگی جس پر روحی دوپٹے سے منہ چھپاتی کمرے میں گھس گئی۔

☆...☆...☆

کتنے اچھے دن تھے جب وہ ہر فکر سے آزاد ہو کر پڑھتیں، کھاتیں، پیتیں تھیں۔ بے فکری سی زندگی گزارتیں تھیں۔ چائے بسکٹ کھاتے، فرش پہ بیٹھ کر باتیں کرتیں تھیں۔ ٹی وی پر ڈرامے دیکھ کر، ان پر تبصرے کرتے، کرکٹ میچ دیکھتیں تھیں۔ کالج سے واپس آ کر کالج میں ہوئی ساری باتوں کو بے بی کے گوش گزار کرتے، وقت گزرنے کا پتا ہی نہ چلتا تھا۔ پر یہاں تو آ کر جیسے وہ قید ہو گئیں

تھیں۔

ایسے مت ہنسو

یہ مت کرو

وہ مت کرو

لوگ کیا کہیں گے

...یہ سب سن سن کے ان کے دماغ پک گئے تھے۔

مہمانوں سے ملنا... دنیا کا سب سے مشکل کام لگتا تھا پر سب بزرگوں کا حکم تھا کہ کوئی بھی آئے گھر میں، ان سے ملو... وہ منمن کرتیں جھجکتیں، سو بہانے بناتیں... کیسے جائیں سب بیٹھیں ہیں... وہ بولتیں... برقع پہن کر جاؤ اور تب تک میں ان کو لیٹاتی ہوں۔ پھر تو صحیح ہے ناں؟ بے بی چڑ کر بولتی۔

بے بی اُس عمر میں بھی بہت ایکٹو اور سارے گھر کو سنبھالنے والی لڑکی تھی۔

جب ناشاد بھائی کی شادی تھی تب وہ فسٹ ائیر میں پڑھتی تھی اور سارا گھر سنبھالتی تھی... مہمان سنبھالتی تھی۔ ہر طرف بے بی، بے بی کی گونج مچی رہتی تھی۔ پر یہ

لڑکیاں پتا نہیں کس پر چلیں گئیں تھیں۔ حالانکہ بچپن سے ہی بے بی انہیں سنبھالتی تھی۔

وہ ایسی ہی تھیں۔ یہاں آکر بھی ایسی ہی رہیں۔

اس گھر میں ایسے واقعات ہوئے جا رہے تھے کہ سر چکرا کر رہ گیا تھا۔ گھر کے مکین اپنی پریشانی میں بھول ہی گئے تھے کہ گھر میں مہمان بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔

"ائی سر پھٹ رہا ہے۔ چائے ہی کسی نے نہیں پوچھی۔" بڑی بھابھی اپنا سر دباتے بولی۔

"...اور پین کیک تو یہاں ملیں سے نہیں۔" روحی کا درد بھی جاگا۔

"ہاں بے بی نے شام کی چائے پلا کر ایسی لت لگا دی ہے کہ جب تک اس کے ہاتھ کی بنی چائے نہ پی لوں... چس نہیں آتی۔" چھوٹی بھابھی بولی۔

"ہاں مجھے بھی۔" دری سر کھجا کر بولی۔

"ہاں تو مسئلہ کیا ہے؟ چل کر چائے بناتے ہیں۔" بے بی نے چپل پہنتے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

”نہیں نہیں... میں نہیں۔“ دری تو چادر تان کر لیٹ گئی، تو بے بی نے روحی کو دیکھا، تو اس نے بھی ہاتھ اٹھا کر ٹاٹا کرتے سر کو نفی میں ہلاتے انکار کیا۔ بے بی نے گھورتے مٹھی کو دیکھا تو وہ بھی بے بی کو اگنور کرتی بلاوجہ ہی ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی چیزیں سیٹ کرنے لگی اور بے بی سب کو گھورتی... باہر نکل گئی۔

☆...☆...☆

وہ کچن میں داخل ہوا اور چولہے کے سامنے کھڑی لمبی چوٹی والی اس خاتون کو دیکھ کر چونکا۔ وہ بھی کھٹکے کی آواز پر مڑ کر اسفند کو دیکھ کر مسکرائی۔ ”السلام علیکم!“ بے بی نے کہا۔

”وعلیکم السلام“ اس نے جواب دیا۔ ”آپ یہاں کیا کر رہیں ہیں...؟“ وہ حیران ہوتے پوچھنے لگا۔

”چائے بنا رہی ہوں۔“ بے بی نے جواب دیا۔

”آپ مہمان ہیں... نوکر مر گئے ہیں کیا... بنے میاں...“ وہ متحمل سے بولتا، نوکر کو بلانے لگا۔

www.novelsclubb.com

"ارے نہیں نہیں۔" بے بی نے چولہے کی آگ کم کی اور اسفند کی طرف مڑی۔ "اصل میں کیا ہے ناں کہ میرے خاندان والے عادی ہیں میرے ہاتھ کی چائے پینے کے، پچھلے چالیس سال سے میرے ہاتھ کی چائے پی کر ہی ان کی تھکاوٹ اترتی ہے۔" وہ وضاحت دینے لگی۔

"اوہ! تو میں بھی پیوں گا۔ میں بھی بہت تھک گیا ہوں۔" وہ دروازے سے ٹیک لگاتا بولا۔ "دیکھوں تو سہی آپ کی چائے تھکن اتارنے میں کتنی افاقہ دیتی ہے۔" وہ مسکرایا۔

"وائے ناٹ؟" وہ بولی۔

"آپ..." وہ کچھ کہتے رکا۔

"نایاب احمد قریشی عرف بے بی! نام تو سنا ہوگا۔" وہ مسکرائی۔

"اوہ میں...!"

"آپ کی لمبی چوٹی اور اس پہ لگا گلاب کا پھول تو زمانے سے مشہور ہے۔" وہ دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

''آہاں ! یعنی خاصے مشہور ہیں ہم...!'' وہ ہنسی تو اسفند کچھ لمحے اسے خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔

''سوری آپ لوگ پہلی بار ہمارے گھر آئے اور ہم آپ لوگوں کی اچھی خاطر تواضع نہ کر سکے۔'' وہ شرمندہ ہوا۔

''ارے ہمارا اپنا گھر ہے۔ وحید صاحب کزن ہیں...جو بھی چاہیئے ہو گا... ہم خود ہی لے لیں گے۔ ڈونٹ وری۔'' بے بی نے چائے گھماتے ایک نظر اس کو دیکھا۔ ''تم چائے میں کتنی چینی لیتے ہو؟''

''آدھا چمچ!'' اسفند نے کہا۔

''ہوں...تو اس فٹنس کی وجہ پرہیزی کھانا ہے؟'' وہ ستائشی نظروں سے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

''ہاں... آج کل کچھ بھی الم گلم کھانا مطلب اپنی صحت کو برباد کرنا ہے۔

'' وہ اپنے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔

''اچھی بات ہے مگر ہم الم گلم کھا کر بھی بہت خوش باش رہتے ہیں۔'' وہ

بولی۔

"جی نظر آرہا ہے۔" وہ مسکرایا۔ "امی آپ کی سہیلی تھیں ناں؟ آپ دونوں ساتھ پڑھتیں تھیں۔" وہ پوچھنے لگا۔

"ہاں... ہمیشہ سے ساتھ رہتے آئے تھے۔"

"اتنی گہری دوستی ہوتے ہوئے بھی آپ دونوں نے اتنے سال کوئی رابطہ کیوں نہیں رکھا؟"

"بس شادیاں ہو گئیں... وہ اپنے گھر میں مصروف میں اپنے گھر میں..." وہ ٹرے میں کپ سیٹ کرتے اداسی سے بولی۔

"آپ کے ہسبینڈ بم دھماکے میں شہید ہو گئے تھے؟ بہت مشکل ہوئی ہو گی زندگی..." وہ افسوس سے پوچھ رہا تھا۔

"ہاں بہت۔" اس کے چہرے پہ سایہ لہرایا تھا۔ پھر جلدی ہی قابو پا کر بولی۔ "پر اپنے ہوں تو سب دکھ بانٹ لیتے ہیں۔ بھائیوں، بھابیوں نے.. چھوٹے بچوں نے ہر مشکل آسان بنا دی۔" وہ اب مسکرا رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بالکل! پر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا۔آپ کو سمیٹنے والے بھائی بھابھیاں بچے تھے پر یہاں مام کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔وہ غیروں میں آئی تھی... پسند کی شادی کر کے... ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔سارے رشتے داروں نے ان کے خلاف محاذ کھڑا کر دیا تھا۔گھر میں ہر وقت جھگڑے ہوتے تھے۔بابا کو ہر وقت بھڑکاتے رہتے تھے۔گھر کا ماحول ہر وقت ٹینشن والا تھا... امی بالکل اکیلی تھیں... پھر میں نے اپنی ماں کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا... ان کے ساتھ کھڑا ہوا... سارے رشتے داروں سے جھگڑتا... جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا... سب میرے غصے سے ڈرتے گئے اور میری امی سے لڑائی جھگڑے بند کر دیئے۔پر اس سارے چکر میں... میں اپنی عزت گنوا بیٹھا۔سارے رشتے دار مجھ سے دور ہو گئے۔کزن قریب نہیں آتے تھے۔کوئی دوست نہیں بنا۔اکیلا رہ گیا۔" وہ کہتے کہتے رکا۔

"نہیں... تمہاری بہت عزت ہے... میں نے تمہارا ذکر سنا ہے دادو میں... چند قابل ترین آفسروں میں تم بھی شامل ہو۔" وہ چائے کپ میں ڈالتی خلوص سے بولی، اور پھر چائے اٹھا کر اس کی طرف بڑھائی۔

"تھینکس!" اور اس نے کپ تھام لیا۔

"بے بی!" تبھی روحی کچن میں داخل ہوئی اور اسفند کو کھڑا دیکھ الٹے پیر پیچھے بھاگی اور پیچھے سے آتے عباد سے ٹکرائی۔بے بی کے آواز دینے پہ بھی وہ نہ رکی اور بھاگ کر کمرے میں گھسی اور دروازہ بند کر دیا۔اور عباد... ٹکرا کر روحی کو دیکھنے کے بعد کچن میں کھڑے اسفند کو مسکراتے دیکھ کر حیران سا کھڑا رہ گیا۔

☆...☆...☆

آج اے سی بنوا لئے گئے تھے اور سب کا خیال تھا کہ وہ سب آج کھلا کھلا سکون سے سوئیں گے۔

یہی خیال قریشیز کا بھی تھا۔آج سب الگ الگ بستروں پہ مزے سے سوئے تھے۔گاڑی والے بیڈ پر سونے کی باری مٹھی کی تھی۔

ڈی پی او ہاؤس کی تمام لائٹس کو بند کر دیا گیا تھا۔مکمل خاموشی پھیلی ہوئی تھی۔سکون کا عالم چھایا ہوا تھا،جب سفید چادر پہنے وہ تین سائے کسی کونے سے نکلے اور سیڑھیاں چڑھتے،ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے ایک دروازے کے

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

پاس آکر رکے تھے اور آہستہ آہستہ کھسر پھسر کرنے لگے تھے۔ کھسر پھسر کے بعد دو سائے چپکے سے دروازے کے ساتھ بنی گیلری میں چھپ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ ایک سایہ جو دروازے پر کھڑا تھا وہ زور زور سے دروازہ بجانے لگا۔ اندر کی لیمپ لائٹ جگمگائی تو وہ بھاگتا، پہلے دو سائے کے ساتھ آکر چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا جس سے جمائی لیتی بجلی برآمد ہوئی۔ بڑا سا کرتا پہنے، بکھرے بال، میک اپ کے بغیر ملگجے اندھیرے میں وہ بھی کوئی بھوت ہی لگ رہی تھی۔ دروازے کے بیچ میں کھڑی وہ ادھر ادھر کچھ ادھر ادھر کچھ دیکھتی بڑبڑاتی واپس اندر گئی۔

گیلری سے ایک سفید سایہ دبے پاؤں دوبارہ اسی دروازے پر دستک دے کر واپس گیلری میں آکر چھپ گیا۔ ایک بار پھر دروازہ کھلا۔ بجلی نے دیکھا...اب بھی کوئی نہ تھا۔ اب وہ تھوڑا گھبرائی تھی۔ اس نے ایک بار پھر دروازہ بند کیا اور ابھی جا ہی رہی تھی کہ پھر دستک پر اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ کسی کا وجود اسے ہوا کے جھونکے کی طرح غائب ہوتا محسوس ہوا۔ وہ گھبرا کر اب راہداری میں دیکھ رہی

تھی۔دور دور تک خاموشی پھیلی تھی۔

"who is...؟(کون ہے؟)"اس کی آواز گھبرائی ہوئی محسوس ہوئی تو گیلری میں کھڑے وہ تینوں سائے اپنی اپنی ہنسی دبانے لگے۔بجلی اللہ اللہ کرتی ہوئی ،قدم بڑھاتی اس گیلری میں آئی تو یکدم ہی وہ تینوں سائے ایک ساتھ اس کے سامنے ظاہر ہوئے۔"ہم بھوت ہیں۔"سائے کی آواز ایسی خوفناک تھی کہ پوری راہداری میں اس کی آواز گونجی اور بجلی چیخیں مارتی ایسا بھاگی... کہ جو پہلا دروازہ اس نے کھٹکھٹایا،اسی کمرے میں کھلبلی مچی۔

سب گھبرا کر اٹھے۔لڑکیاں گاڑی والے بیڈ پر دبک کر سوار ہو گئیں۔بے بی نے دروازہ کھولا تو بجلی اس سے لپٹ گئی۔"و...و...و..."بجلی باہر کی طرف اشارہ کرتے کچھ بولنے کی کوشش کر رہی تھی مگر بولتی تھی کہ بند تھی۔

"ہوا کیا ہے؟کون ہے؟"بے بی بھی گھبرا کر پوچھنے لگی تھی۔

"و...وہ...میں...میں یہاں سوؤں گی۔"وہ کہتی،بے بی سے الگ ہوتی ایک بستر پر چادر تان کر سو گئی۔

"ارے یہ میرا بستر ہے۔" دری فوراً بولی جس پر صفورا بیگم نے گھورا۔

"تمہیں بستر کی پڑی ہے..."

تو اور کس کی پڑنی چاہیے...؟" دری کے منہ بنانے پر خالدہ بیگم بولی۔

"پتا نہیں کیا دیکھ لیا ہو گا بے چاری نے۔"

"تم میرے پاس سو جاؤ!" بے بی نے دری سے کہا، کیونکہ دری اور روحی ساتھ سوئیں تو ساری رات ہی لڑتی رہیں گی۔ دری منہ بنا کر بے بی کے پاس آئی تو بجلی کی چادر کے اندر سے آواز آئی۔

"دروازہ تو بند کرو۔"

"جاؤ دروازہ بند کرو۔" بے بی نے دری سے کہا تو دری منہ بناتی دروازے کی طرف بڑھی۔

دروازہ بند کرتے وقت اس نے دیکھا، تین سفید چادر میں ڈھکے سائے، آنکھوں پہ چشمہ پہنے اسے دیکھ کر ڈانس کرتے نیچے جا رہے تھے...اور دری آنکھیں پھاڑے ان کو اندھیرے میں غائب ہوتے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆...☆...☆

www.novelsclubb.com